تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

امت کی رہنمائی کرنے والے طبقہ کی ذمہ داری

جو طبقہ یا جماعت مسلمانوں کی رہنمائی کے منصب کی امیدوار ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے قانون اور دستور سے واقف ہو، اس سرچشمہ سے سیراب ہو جس سے اس کی زندگی کی نہریں پھوٹی ہیں اور اس کی رگوں میں اس کا آبِ حیات جاری ہے، ان ابدی حقائق کا علم اور ان اصول و نظریات پر یقین رکھتا ہو اور اس اخلاقی فلسفہ کا قائل اور حامل ہو جس پر اس کے تمدن و تہذیب کی بنیاد ہے اس کے ماضی سے باخبر اور اس بلند معیار اور نمونہ سے متاثر ہو، جس پر امت کے حال و مستقبل کی تعمیر ہونی چاہئے۔

اس سلسلہ میں ایک اور حقیقت سمجھ لینی چاہئے۔ اسلام دراصل نام ہے اس مستقل واضح اور متعین دینی اخلاقی اور اجتماعی نظام کا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لے کر آئے اسی کا نام شریعت محمدیؐ ہے، اس میں عقائد بھی ہیں، اعمال اخلاق و معاملات بھی باقی جو کچھ ہے یا اس کے لئے وسیلہ ہے یا اس کا نتیجہ امت کا سب سے بڑا فریضہ اس نظام کی حفاظت ہے، عقائد کی حفاظت بھی ضروری ہے اور احکام کی حفاظت بھی! ضرورت ہے کہ عقائد ان تمام تحریفات سے محفوظ رہیں جو دوسرے مذاہب میں پیش آئیں اور جس کا اس امت میں بھی ہر وقت خطرہ ہے، کہ نبوت محمدیؐ نے ذات و صفات باری تعالیٰ توحید و رسالت قضا و قدر حشر و نشر امور غیب اور وحی کے متعلق جو تشریح کی ہے، اور ان کے جو حدود قائم کئے ہیں وہ باقی رہیں اس لئے کہ ان تمام مسائل کی بنیاد قیاس و تخمین پر نہیں بلکہ وحی و نبوت پر ہے اور نبوت محمدیؐ نے اس کی تکمیل کر دی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

(مدارس دینیہ عربیہ اور علماء ربانی کی ذمہ داریاں)

فی شمارہ ۶ روپے | سالانہ ۱۳۰ روپے | ۱۰ فروری ۱۹۹۹ء

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs 12

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبو دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی

IZHAR AHMAD & SONS
Perfumers
CHOWK, LUCKNOW-3

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

SHOP. 255257
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

تعمیر حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

کیپ کے اوپر AFZALS اور MAU CITY دیکھ کر خریدیئے

MAU CITY AFZALS

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ کٹنے جلنے کی مشہور دوا

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR.860

فوٹوکرامک، کوٹیڈ لینس، بائی انڈیکس ریزی لینس، فینسی بادرو دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

ایک بار خدمت کا موقع دیں

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

لکھنؤ

زیرِ مجلسِ صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۶ | ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۹۹ء - مطابق - ۲۳ر شوال سنہ ۱۴۱۹ھ | شمارہ نمبر ۷

زیرِ نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول :-
شمس الحق ندوی

مجلسِ ادارت :-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبدالله حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرِ تعاون

سالانہ	۱۳۰ روپے
فی شمارہ	۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ۱۵ ڈالر

گزارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ـــــ مینیجر

اِس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ ۱۳۰ روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیرِ حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیرِ حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیرِ حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ تعلیم کا مختصر خاکہ

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ ـــــ ترجمہ :ـــ شمس الحق ندوی

(سلسلہ کے لئے ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۸ء کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں)

امام ترمذی نے "شمائل" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے آپؐ کی مجلس کا اس طرح ذکر کیا ہے: فرمایا "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر ہم نشین کو اس کا حق دیتے تھے (یعنی پورا خیال فرماتے) آپؐ کی مجلس میں بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زیادہ مقرب و باعزت نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیکھنے اور سوال کرنے والے اور مستفید ہونے والے کم سمجھ کے لئے بھی نہایت متواضع تھے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں اور امام مسلم و نسائی نے الگ الگ ابواب میں حدیث نقل فرمایا ہے کہ حمید بن ہلال اور انھوں نے ابو رفاعہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ "میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ اس وقت خطاب فرما رہے تھے، ابو رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں ایک پردیسی آدمی ہوں جو اپنے دین کے متعلق کچھ معلوم کرنے حاضر ہوا ہے، اس کو معلوم نہیں کہ اس کا دین کیا ہے، وہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔ میرا سوال سنکر خطاب روک کر ہمارے پاس تشریف لائے، ایک کرسی لائی گئی میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے فرماتے ہیں کہ پھر آپ اس کرسی پر جلوہ افروز ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جو علم عطا فرمایا ہے مجھ کو اس کی تعلیم دی پھر واپس تشریف لے جا کر خطاب مکمل فرمایا"۔

اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع، مسلمانوں کے ساتھ نرمی و شفقت، ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنے کا پتہ چلتا ہے، حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء سے سوال کرنے والے کو اچھے اور مہذب انداز میں سوال کرنا چاہئے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بات دل میں کھٹکے اور معلوم نہ ہو اس کو معلوم کرنے میں جلدی کرنا چاہئے اور زیادہ ضروری بات کو مقدم کرنا چاہئے، شاید سوال کرنے والے نے پہلے ایمان اور اس کے اہم اجزاء کو معلوم کیا تھا، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ایمان اور اسلام میں داخل ہونے کی صورت معلوم کرنا چاہے اس کو بتانے اور سکھانے میں جلدی کرنا چاہئے۔

امام بخاری نسائی اور ابن ماجہ نے شریک بن ابی نمر سے ایک روایت نقل کیا ہے کہ انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا انھوں نے فرمایا: "اسی اثنا میں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے، اونٹ پر سوار ایک شخص (محمن) مسجد میں داخل ہوا، اونٹ کو باندھ دیا کہ چلا نہ جائے، پھر لوگوں سے پوچھا تم میں سے محمدؐ کون ہے؟ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ان لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، تو ہم لوگوں نے کہا یہ گورے شخص جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں وہی محمدؐ ہیں۔

اس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے ابن عبد المطلب! آپؐ نے فرمایا کہو کیا کہتے ہو، تو اس شخص نے کہا اے محمدؐ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور پوچھنے میں سختی برتوں گا تم اپنے دل میں مجھ پر خفا نہ ہونا آپؐ نے فرمایا جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو، اس نے کہا: میں تمہارے اور تم سے پہلے جو لوگ گذرے ان کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے تم کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کرو، آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ ہم سال میں ایک ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھا کریں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لو اور اس کو ہمارے غریبوں میں تقسیم کر دو؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! تب اس شخص نے کہا تم جو کچھ لے کر آئے ہو میں اس پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا نمائندہ بن کر آیا ہوں، میں ضمام بن ثعلبہ ہوں جو سعید بن بکر کا بھائی ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس

باقی صفحہ ۳۰ پر

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	شیخ عبدالفتاح ابوغدہ	۲
۲	اوجِ طالعِ لعل و گہر	ع۔ ع۔ ن	۵
۳	مسلمانوں اور عام انسانوں کی خدمت	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴	اجتہادی مسائل	مولانا سید سلمان الحسینی ندوی	۸
۵	اسلامی شخصیت کا ایوارڈ	نذر الحفیظ ندوی	۱۲
۶	قبولِ اسلام	عیسائی مبلغہ امینہ جناں	۱۶
۷	اولاد کی دینی سلامتی کے ساتھ عمل بھی	عبدالرزاق سعود	۱۹
۸	مکتوب ابوظبی	ڈاکٹر نعیم صدیقی ندوی	۲۱
۹	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۳
۱۰	انسانی تجربہ اور قرآن	محمد عیسیٰ ندوی	۲۴
۱۱	حضرت مولانا کی رہائش گاہ پر چھاپہ	(رپورٹ)	۲۵
۱۲	ایک شب کوہِ طور کے دامن میں	مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری	۲۷
۱۳	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۸

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/- کے حساب سے زرِ ضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخِ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/-
۲۔ " " " " پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/-
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ افریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No. 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

طنطنہ

"اوجِ طالعِ لعل و گہر"

خلیج کی ایک چھوٹی سی ریاست دبئی، پولینڈ، پولینڈ، ناروے کی طرح آبادی اور رقبہ میں مختصر، لیکن پٹرول کی دولت سے دولت آباد بن چکی ہے، روزی اور روزگار کے متلاشیوں کے لئے جنت شمار ہوتی ہے۔ مشرق و مغرب کے صنعتی کارخانوں کی ایک بڑی منڈی ہے، یہاں کے حکمراں متحدہ عرب امارات کے نائب صدر ہیں، تعلیم کا پھیلاؤ بھی بڑھ رہا ہے۔ اصل باشندے سو فیصد مسلمان ہیں، زبان عربی ہے، بیرون ریاست سے آکر بسنے والوں میں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہیں، اس کی شہرت کا دائرہ ابھی تک اس کی دولت کے تناسب سے ہے۔ مگر ادھر چند برسوں سے اس نے علمی و دینی میدان میں پیش قدمی شروع کر دی ہے، دولت تو آنی جانی شئے ہے "ظِلٌّ زَائِلٌ وَعَارِيَةٌ مُسْتَرْجَعَةٌ" (ایک سایہ جس کو ڈھلنا ہی ہے، ایک عاریت میں لی ہوئی چیز جس کو آج نہیں کل واپس ہی ہونا ہے) مگر دین سے وابستگی کو کبھی زوال نہیں، قرطبہ کی دولت آئی اور گئی اس کا نام بھی باقی نہیں رہا مگر تفسیر قرطبی آج بھی باقی ہے اور رہے گی۔

دبئی کے ولی عہد شاہزادہ محمد بن راشد آل مکتوم نے قرآن کریم کے سالانہ جشن کا سلسلہ شروع کیا ہے، وہ دنیا بھر کے قاریوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں، مقابلہ میں جو اول دوم آتے ہیں ان کو فیاضی کے ساتھ انعام و اکرام سے نوازتے ہیں، مزید اضافہ یہ کیا ہے کہ وقت کے سب سے بڑے نامور عالم دین کی خدمات کا اعتراف بھی اپنے پروگرام میں داخل کر لیا ہے۔ یہ سلسلہ گذشتہ سال رمضان سے شروع کیا، مصر کے مشہور عالم و مفسر شیخ متولی شعراوی کی گذشتہ سال قدردانی کی۔ شیخ شعراوی موجودہ دور میں علماء و مشائخ اور مفسرین کے استاذ تھے، ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ تمام عرب ممالک کے سربراہوں نے ان کی وفات پر اس طرح کے تعزیتی بیانات جاری کئے جو عام طور پر صرف والیان سلطنت کی وفات پر جاری کئے جاتے ہیں، "عصر حاضر میں اسلامی دنیا کا سب سے بڑا عالم دین کون ہو سکتا ہے اس کا فیصلہ علمائے کرام کی ایک کمیٹی کے سپرد کیا، جس کے ممبر عرب اور غیر عرب ممالک کے سربراوردہ علماء ہیں، اس کمیٹی نے اس سال کے ایوارڈ کے لئے بالاتفاق حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کو منتخب کیا۔ مگر مولانا کے لئے یہ اعزاز ایک امتحان بن گیا، "تشریف" تکلیف بن گئی، اپنے اصول اور افتاد طبع کے لحاظ سے اپنے حق میں قصیدہ خوانی کو پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ فیصل ایوارڈ لینے کے لئے بھی تشریف نہیں لے گئے تھے، پھر رمضان المبارک کا مہینہ، جس میں خود ان کی خلوت و تلاوت کے معمولات کم نہیں نیز سیکڑوں اللہ کے بندے آپ کے ساتھ رمضان گزارنے آجاتے ہیں، اور اجتماع جشن و عطائے انعامات کی تاریخ ۲۰ رمضان کی متبرک رات، صحت کمزور، مرض نے شروع رمضان میں تکلیف دہ شکل اختیار کر لی تھی۔ حسب توقع مولانا نے بلا جھجک انکار کر دیا، معذرت کا فیکس بھی چلا گیا، دس لاکھ درہم کا ہدیہ اور خاص ہوائی جہاز سے آمد و رفت کی سہولت، رمضان کے مقدس لمحات کے مقابلہ میں ہیچ تھی۔ مگر بلانے والے بھی شاید نفسیات سے اور مولانا کی ایک کمزوری سے واقف تھے۔ کمزوری یہ کہ آپ سے کسی کی شرمندگی برداشت نہیں ہوتی، جو اپنے حق میں بدگو اور معاند کی بھی دل آزاری پسند نہ کرتا ہو وہ مخلص و قدرداں کی اہانت کیسے برداشت کرتا۔ چنانچہ جشن کے ذمہ داروں نے اس معذرت پر ہار نہیں مانی اور بہت ہی اصرار و الحاح کے ساتھ لکھا کہ اگر آپ تشریف نہیں لائے تو حکمراں اور حکومت دونوں کی سبکی ہوگی۔ خدمت قرآن کا جو سلسلہ بڑی حوصلہ مندی سے شروع کیا گیا ہے اس کی توہین ہو جائے گی، ناچار ان کی بات ماننی پڑی، غرض نہ لاکھ اور کروڑ کے عدد سے تھی اور نہ اعزاز و اکرام کے ان مظاہر سے کہ ایک خاص ہوائی جہاز لیجانے اور واپس لانے کے لئے حاضر خدمت رہے گا، اور پیشوائی و استقبال کے لئے ایک وفد موقر ارباب حکومت کا حاضر ہوگا۔ غرض صرف

یہ ہی کہ ایک مسلمان نے جو ایک اچھا قدم اٹھایا ہے اس کی دل شکنی نہ ہو ——— اور قرآن کریم کے نام پر جو تقریب شروع ہوئی ہے اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اجتماع کی روداد آپ دوسرے صفحات میں پڑھیں گے، حضرت مولانا سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ معذور ہیں، جو حضرت مولانا کے مزاج و افتادِ طبع اور عالمی عزت و شہرت کے مقام سے واقف ہیں وہ غالب کے ہم زبان ہوں گے۔

ترے جواہر طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

ایک نوعمر ندوی عالم عبدالماجد غوری متعلم دمشق یونیورسٹی نے حضرت مولانا کی سوانح تالیف کی ہے۔ جس پر علامہ شام مفتی سوریہ شیخ احمد کفتارو نے مقدمہ اور یونیورسٹی دمشق کے دو ممتاز استاذوں نے تقریظیں لکھی ہیں، اس کتاب کو شام کے مشہور پبلیشرس "دار ابن کثیر" نے بہت دیدہ زیب ٹائٹل اور اعلیٰ پیمانے کے کاغذ و طباعت سے مزین کر کے شائع کیا ہے۔ زبان و بیان میں پختگی نوخیز مصنف کی عمر سے کہیں زیادہ ہے۔ (بارك الله فيه واعانه من عين السوء) یہ کتاب بھی حاضرینِ اجتماع میں "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين" کے ساتھ تقسیم کی گئی تھی۔

(بقیہ)

مسلمانوں اور عام انسانوں کی خدمت

سب حقیقت میں ان کے خلوص اور ان کے حسنِ نیت اور ان کے ایثار کی دلیلیں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حق میں ان کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے حق میں اور انسانوں کے حق میں ان کو مفید بنائے اور اگر دونوں کام ہوں گے تو اس سے انشاء اللہ ایک بڑی ضرورت پوری ہوگی اور آج کی ضرورت ہے کہ ہمارے مسلمان تجار، مسلمان سرمایہ دار اس ملک میں کثرت سے ایسے رفاہی اور نافع و مفید ادارے قائم کریں، خیراتی ادارے قائم کریں، تعلیمی ادارے قائم کریں جن سے مسلمانوں کو اور ان کی نئی نسل کو اور عام انسانوں کو فائدہ پہونچے تاکہ وہ اس ملک کے رہنے والے مسلمانوں کی ذہنیت کو سمجھیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ یہ جذبہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہا ہے کیسے کیسے کام انھوں نے کئے کیسے کیسے دارالعلاج (شفاخانے) قائم کئے اور کیسے کیسے رفاہ عام کے کام کئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور حاجی صاحب کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اُخروی ترقیات سے نوازے یہ ادارے مفید سے مفید تر ثابت ہوں اور آپ حضرات کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں اور آپ کو مبارکباد بھی دیتے ہیں کہ آپ اس میں شریک ہوئے اس لئے آپ اجر میں بھی شریک رہیں گے اللہ ان کو زیادہ وسیع بنائے مستحکم بنائے اور ان کو زیادہ عمومی اور مفید بنائے، آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوجوانانِ ملت سے خطاب

"دعوتِ دین کے لئے عزمِ سفر پیدا کر"

قمر رام نگری

جذبۂ حیدرؓ و بوبکرؓ و عمرؓ پیدا کر
قوتِ ایماں سے پھر فتح و ظفر پیدا کر

آسماں کانپ اٹھے زیر و زبر ہو عالم
اپنی تکبیروں میں وہ زیر و اثر پیدا کر

قلبِ تاریک کو جو روشن و تاباں کر دے
بحرِ ایماں میں وہ تابندہ گہر پیدا کر

کامیابی تجھے مطلوب ہے گر دنیا میں
بن کے مسلم یہاں جینے کا ہنر پیدا کر

نصرتِ دیں کے لئے خونِ رگِ جاں دیدے
نخلِ اسلام میں پھر برگ و ثمر پیدا کر

عشقِ ہو سنتِ محبوبِ خدا سے تجھ کو
بزمِ سرکارِ دو عالم میں گذر پیدا کر

کام چلنے کا نہیں بیٹھ کے اب یوں گھر میں
دعوتِ دیں کے لئے عزمِ سفر پیدا کر

اسوۂ رحمتِ عالم سے مزین ہو جا
دل میں دشمن کے بھی اخلاق سے گھر پیدا کر

تابشِ حق سے زمانے کو منور کر دے
تیرگیِ شبِ باطل کی سحر پیدا کر

بزدلی زیب نہیں دیتی تجھے اے ناداں!
مردِ میداں ہے تو شیروں کا جگر پیدا کر

خوفِ باطل کی جگہ خوفِ خدا ہو تجھ میں
صرف اللہ کا، اللہ کا ڈر پیدا کر

پیار نیکی سے ہو نفرت ہو بدی سے تجھ کو
بحرِ عصیاں سے نکل راہِ دگر پیدا کر

مقصدِ زیست ہے انسان، مطیعِ رب ہو
طاعتِ نفس کی دلدل سے مفر پیدا کر

دور اندیشی و بالغ نظری سے کام لے
آخرت کو بھی جو دیکھے وہ نظر پیدا کر

دین کو چھوڑ کے جینے کا تصور ہے عبث
حاملِ دین ہوں جو، وہ شام و سحر پیدا کر

شرک و بدعت کے اندھیروں سے نکل اے ناداں
نورِ توحید سے پھر شمس و قمر پیدا کر

مسلمانوں اور عام انسانوں کی خدمت

کے لئے

ادارے قائم کرنا عبادت ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

مدرسہ دارالتعلیم والصنعۃ کانپور میں الحاج منت اللہ اسپتال کے سنگِ بنیاد کے موقع پر ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو علماء، دانشوروں اور سرمایہ داروں کی موجودگی میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم نے یہ مؤثر اور گراں قدر تقریر فرمائی۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم اس تقریر کو ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں، خدا کرے یہ تقریر دوسروں کے لئے باعثِ تشویق ہو۔ ——— (ادارہ) ———

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تعہم باحسان الی یوم الدین۔

سامعین کرام وحاضرین عزیز! ہمارے لئے اور رفقاء کے لئے اور حقیقت میں تمام شرکاء محفل کے لئے یہ بڑی مسرت اور عزت کی بات ہے کہ کارِ خیر اور ادارۂ عام اور ایک شفاء خانہ کے افتتاح کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو جمع کیا اور آنے کی توفیق دی۔ اسلام میں کتاب وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مقام اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قیمت رکھتا ہے اور اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر ہے جس سے لوگوں کو نفع پہونچے اور ذاتی نفع کے مقابلہ میں اور ذاتی اظہارِ عزت و وجاہت کے مقابلہ میں ایسے اداروں سے، ایسے مرکزوں سے اور ایسے اقدامات سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے جس سے اللہ کی مخلوق کو نفع پہونچے۔ اس کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں۔ جو لوگ کوئی ایسا کام کریں۔ ایسی جگہ بنائیں ایسا مرکز قائم کریں جس سے لوگوں کو جسمانی طبی یا اس سے آگے بڑھ کر دینی روحانی اور اخلاقی فائدہ پہونچے اس کی اللہ کے یہاں بڑی قدر ہے اور یہ دین ہمارا دین ہے جس سے اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہے یہ دین تو ایک دین فطرت ہے۔ دین انسانیت ہے، دین عالم ہے اور دین ابدی ہے۔ یہ اپنی عمومیت کے لحاظ سے تمام بنی آدم پر جاری ہے، شامل ہے۔ اور اپنے دوام کے لحاظ سے یہ قیامت تک کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اس کو جس شکل میں بھی جو انسانوں کے لئے مفید ہو اگر کوئی قدم اٹھایا جائے، کوئی مرکز قائم کیا جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ کی مخلوق کے لئے مفید ہے اور اس میں سب سے بڑا مرتبہ اور جو پہلا درجہ ہے وہ علم دین کے سکھانے کا ہے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو اور نئی نسل کو یہ معلوم ہو کہ اس کا پیدا کرنے والا کون ہے اس کی کیا صفات ہیں اور اس کے کیا احسانات ہیں اس کے کیا مطالبات ہیں اس کے کیا حقوق و فرائض ہیں اور صحیح طور پر زندگی گذارنے کا اصول اور طریقہ کیا ہے جس سے اس کو اللہ تعالیٰ کے یہاں شرف و رضا حاصل ہو، اور دوسروں کو نفع پہونچے اس لئے اگر تاریخ پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ رفاہ عام کا کام ہر دور میں جتنا اس امت اسلامیہ کے ہاتھ انجام پایا اس کی کوئی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

مساجد کی تعمیر، مدارس کا قیام اور دارالشفاء اور بڑے بڑے علاج کے مراکز کا قیام پھر اس کے علاوہ رسد پہونچانے کے جو ذرائع ہیں وہ سب مسلمانوں نے اپنے دور میں اختیار کئے ہیں ان کا کہیں پورا تذکرہ آ ہی نہیں سکتا، تاریخ پڑھنے کی ضرورت ہے اس کے لئے مسلمانوں نے، مسلمان امراء نے، ملوک و سلاطین نے، مسلمان اغنیاء نے اور پھر داعیوں اور مصلحین نے اور عام مسلمانوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر دور میں اس کی کوشش کی ہے کہ کوئی ایسی چیز بنائیں جس سے لوگوں کو نفع ہو، اور اس سے پورا عالم اسلام بھرا ہوا ہے، کوئی جگہ خالی نہیں ہے ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آج یہاں حاجی منت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا کام بالکل اپنے نام کے مطابق ہے اور ان کا نام ایک طرح کی بشارت ہے اللہ کا احسان، منت اللہ کے معنیٰ "اللہ کا احسان" کہ اللہ کا ان پر بڑا احسان تھا کہ ان سے اللہ نے بڑے مفید کام لئے اور دینی ادارے اور دینی کوششوں اور دینی جد وجہد وغیرہ میں ہمیشہ وہ شریک رہے، اس کے لئے ندوۃ العلماء جس کا ایک عظیم نمائندہ ہوں وہ بھی ان کا ممنون ہے اور کانپور کے اور ادارے اور آس پاس کے مدرسے اور آج آپ جس ادارے کی تعمیر کی بنیاد رکھنے میں شریک ہیں یہ سب درحقیقت ان کے اخلاص کی برکت ہے، مدرسے قائم کروانا، مسجد بنوانا اور ابھی وہ ادارہ جس کی بنیاد رکھنے میں آپ نے شرکت کی۔ یہ

(باقی صفحہ ۶ پر)

اجتہادی مسائل میں اعتدال کی راہ

تحریر: ڈاکٹر صلاح العبادی — ترجمہ: سلمان الحسینی ندوی

اختلافی مسائل میں علمائے امت کی آراء

اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اختلافی مسئلہ میں کسی ایسی بات پر عمل کر رہا ہے، جو تمہاری رائے کے خلاف ہے تو اس کو مت روکو۔

(حضرت سفیان ثوریؒ)

اجتہادی مسائل میں سزا و مؤاخذہ نہیں۔

(امام غزالیؒ)

علماء اجتماعی مسائل کی خلاف ورزی پر نکیر فرماتے ہیں، اختلافی مسائل میں نکیر نہیں ہے۔

(امام نووی)

نکیر اجماعی مسائل کی خلاف ورزی پر ہوتی ہے، نہ کہ اختلافی مسائل میں۔

(امام سیوطی)

اجتہادی مسائل میں اگر کوئی شخص کسی عالم کے قول پر عمل پیرا ہے، تو اس پر نکیر نہیں کی جائے گی۔ نہ اس سے تعلق منقطع کیا جائے گا۔

احکام میں اختلافات حد ضبط سے باہر ہیں، اگر دو مسلمان اختلافی مسائل میں ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے لگیں، تو مسلمانوں کے درمیان نہ اخوت باقی رہے گی نہ تحفظ۔

(امام ابن تیمیہ)

اجتہادی اور فروعی مسائل میں اختلافات

اللہ تعالیٰ کی حکمت و مشیت کا یہ فیصلہ تھا کہ ملت اسلامیہ کے فروعی مسائل فکر و اجتہاد اور غور و خوض سے حل کئے جائیں، اور ان کو مختلف فکری اور اجتہادی صلاحیتوں کی جولانگاہ بنایا جائے، اسی لئے مشیت الٰہی اس کی متقاضی ہوئی کہ تمام شرعی احکام قطعی دلائل سے ثابت نہ ہوں بلکہ مکلف افراد کی سہولت اور احکام کی وسعت کی خاطر دلائل ظنی رکھے گئے، ظنی دلائل اختلافات کے زیادہ سے زیادہ امکانات اور احتمالات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو ہر حکم کی دلیل قطعی نازل فرماتا، اور احتمالات کے تمام دروازے بند کر دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا، تاکہ لوگ صرف کسی ایک ہی مسلک کے دائرہ میں گھر کر نہ رہ جائیں، بلکہ اگر کبھی کسی مسلک میں تنگی اور مشقت ہو تو دوسرے مسالک میں دلائل شرعی ہی کی روشنی میں وسعت اور سہولت میسر آسکے، اسی لئے علماء کا یہ اصول "اجماعهم حجة قاطعة واختلافهم رحمة واسعة" کہ ائمہ کا اجماع قطعی دلیل ہے اور ان کا اختلاف بڑی رحمت ہے۔ زریں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

فروعی اختلافات کی خصوصیات

۱۔ یہ اختلاف ناگزیر ہے، اس کو کلی اور قطعی طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا:

جس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی عقلوں اور فکر و اجتہاد کی صلاحیتوں میں بڑا تنوع و فرق پایا جاتا ہے، اور دوسری طرف شرعی نصوص بھی جو اس سلسلہ میں آئے ہیں مختلف معانی اور مفہومات کے احتمالات رکھتے ہیں۔

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ فیصلہ تھا کہ امت میں فروعی مسائل محل غور و فکر رہیں۔ ان میں اجتہاد کی گنجائش ہو، اور اہل فکر یہ جانتے ہیں کہ اجتہادی مسائل میں عادۃً اتفاق نہیں ہو پایا، اور ظنی مسائل میں اختلافات کے امکانات بہت ہیں، لیکن یہ بات فروعی مسائل میں ہے، اصولی میں نہیں، اسی لئے یہ اختلاف مضر بھی نہیں ہے۔ (الاعتصام: امام شاطبی ۲/۱۶۸)

۲۔ اس میں وسعت اور رحمت کا پہلو ہے۔

لہٰذا اگر کسی مسلک میں کسی کے لئے تنگی پیش آتی ہے تو دوسرے مسلک میں وسعت و سہولت فراہم ہو سکتی ہے، جو شخص ترجیح دے سکتا ہے، وہ ان میں سے کسی مسلک کو اختیار کرے، اور جو کسی دوسری رائے پر عمل کر رہا ہو، اس پر بھی کوئی نکیر نہیں، ایک عالم نے اختلافی مسائل کے موضوع پر ایک کتاب تصنیف فرمائی، تو امام احمد بن حنبل نے ان سے فرمایا تھا کہ اس کا نام "کتاب الاختلاف" نہ رکھو، بلکہ اس کو کتاب السبعۃ کہو۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۰/۷۹)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں: "مجھے اس سے کوئی مسرت نہ ہوئی کہ صحابہ کرام میں اختلافات نہ ہوتے، کیونکہ اگر ان کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہوتا اور پھر کوئی شخص اس سے اختلاف کرتا تو گمراہ قرار پاتا، اور اب جبکہ ان کے درمیان اختلافات ہیں، تو اس کی گنجائش ہے کہ کوئی کسی کے قول پر عمل کرے کوئی کسی کے قول پر"۔

(ایضاً ۳۰/۸۰)

حضرت قاسم بن محمد فرماتے ہیں:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات سے بہت فائدہ ہوا، اب کوئی بھی شخص ان کے کسی عمل کو اختیار کرتا ہے تو اسے یہ خیال ہوتا

ہے کہ اس کے لئے گنجائش ہے اور یہ کہ اس سے افضل شخص نے اس پر عمل کیا ہے۔ (جامع بیان العلم وفضلہ: ابن اللہ ۲/۷۸-۷۹)

حضرت ضمرۃ بن رجاء فرماتے ہیں:

کہ عمر بن عبدالعزیز اور قاسم بن محمد کی ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تو احادیث پر مذاکرہ ہونے لگا، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے قاسم بن محمد سے اختلاف کرتے ہوئے کچھ حدیثیں پیش کیں، حضرت قاسم گرانی اور مشقت محسوس کر رہے تھے، ان کے چہرہ پر اس کا تاثر ظاہر ہونے لگا، تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا، کہ آپ زیادہ اثر نہ لیجئے، صحابہ کرام کے اختلافات کے بدلہ میں ہمیں سرخ اونٹوں سے خوشی نہ ہوتی۔

(الاعتصام۔ شاطبی ۲/۱۷۰)

حضرت قاسم بن محمد سے سری نمازوں میں قرأت خلف الامام کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ تم پڑھو تو کچھ صحابہ کرام کا نمونہ موجود ہے، اور نہ پڑھو تو اس سلسلہ میں بھی دیگر صحابہ کا نمونہ موجود ہے۔

(الاختلافات الفقہیہ: ابوالفتح البیانوتی)

علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام شرعی احکام کے لئے قطعی دلائل متعین نہیں فرمائے بلکہ مکلف افراد کے حق میں وسعت پیدا کرنے کے لئے دلائل ظنی رکھے تاکہ قطعی دلائل کی وجہ سے عمل کا دائرہ کسی ایک ہی مسلک یا رائے میں منحصر نہ ہو جائے۔

ہاں اس وسعت کو شرعی قواعد و اصول کے دائرہ میں ہی سمجھنا چاہئے اور اجتہاد و تقلید کے دائرہ کو سمجھتے ہوئے اس کو اختیار کرنا چاہئے اہل علم اور اہل اجتہاد کو صحابہ کرام کی طرح اجتہاد کا حق حاصل ہے، دلائل شرعی سے احکام مستنبط کرنے میں اگر اختلاف رائے ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، صحابہ کرام کا اسوہ موجود ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو ان میں اگر کوئی شخص کسی صحابی کے قول پر عمل کرتا ہے اور دوسرا کسی دوسرے صحابی کے فتویٰ پر عمل کرتا ہے، تو کسی کو کسی پر نکیر کا موقع نہیں۔

علامہ شاطبی فرماتے ہیں، وسعت کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے لوگوں کے لئے اجتہاد اور اختلاف رائے کا دروازہ کھول دیا، اگر انھوں نے یہ دروازہ نہ کھولا ہوتا تو مجتہدین بڑی تنگی میں پڑ جاتے، نتیجہ یہ ہوتا کہ مجتہدین اپنے اجتہاد اور رائے کے مکلف ہونے کے ساتھ ساتھ مخالف رائے کے اتباع کے بھی مکلف قرار پاتے، اور یہ تکلیف مالایطاق ہے، اور اس میں بڑی تنگی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فروعی اختلافات کا دروازہ کھول دیا اور یہ فی الحقیقت امت کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا، لہٰذا ان کا اختلاف ان کے اتفاق ہی کی طرح ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ: ابن عبدالبر ۲/۲۸)

ابن عبدالبرؒ نے اسماعیل قاضی سے نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام کے اختلافات میں وسعت اجتہاد کی وسعت ہے، یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص ان کے کسی ایسے قول کو اختیار کرے جس کو وہ خود درست نہیں سمجھتا، ان کا اختلاف رائے یہ بتاتا ہے کہ انھوں نے اجتہاد سے کام لیا اور اختلاف رائے ہوا۔

(الاعتصام۔ شاطبی ۲/۱۷۰/۱۷۱)

۳۔ فروعی اختلاف کرنے والا دائرہ رحمت سے محروم اور اختلاف مذموم کا مرتکب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک

(سورہ ھود ۱۱۸-۱۱۹)

اور وہ اختلاف کرتے رہیں گے، سوائے ان کے جن پر تمہارے رب کی رحمت ہو، اور اسی لئے اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

آیت کریمہ لوگوں کو دو قسموں میں منقسم کرتی ہے۔

(۱) اختلاف کرنے والے (۲) رحمت الٰہی سے نوازے جانے والے۔ یہاں پر اختلاف کرنے والوں سے مراد اصول دین میں اختلاف کرنے والے، یہودی عیسائی مجوسی وغیرہ ہیں، اور امت مسلمہ کے گمراہ فرقے، جو غیر مسلموں سے اصولی اتفاق رکھتے ہیں اور بعض اسلامی قواعد و اصول کے منکر ہیں، جن کے نتیجہ میں وہ جماعت مسلمین سے الگ گروہ بن جاتے ہیں۔

رحمت الٰہی سے نوازے جانے والے وہ لوگ ہیں جو فروعی اختلافات رکھتے ہیں، وہ "ولا یزالون مختلفین" کے مصداق نہیں ہیں، اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ یہ اختلافات ان لوگوں کے درمیان واقع ہوئے ہیں، جو رحمت الٰہی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، یعنی صحابہ کرام اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے، لہٰذا ان کو "اختلاف کرنے والوں" میں شمار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اگر بعض مسائل میں اختلاف کرنے والا لا یزالون مختلفین کا مصداق ہوتا، تو اسے مستحقین رحمت میں شمار نہ کیا جاتا اور اہل سنت کا اجماع ہے کہ سارے صحابہ برحق تھے، اور رحمت الٰہی کے مستحق تھے۔

۲۔ سلف صالحین نے فروعی اختلافات کو ذریعہ توسع اور رحمت قرار دیا ہے، اس لئے ظاہر ہے کہ فروعی اختلافات کرنے والا، ان اختلاف کرنے والوں میں داخل نہیں ہے جو رحمت سے محروم ہیں۔

۳۔ صحابہ کرام وغیرہ حضرات کے درمیان فروعی مسائل کا اختلاف برائے اختلاف نہیں ہے، بلکہ ان میں سے ہر شخص شارع کے مقصد اور

غرض وغایت کو پورا کرنا چاہتا ہے، اور اگر اس کے سامنے اپنی غلطی واضح ہوتی ہے، تو وہ حق کی طرف رجوع بھی کر لیتا ہے۔

۴۔ سلف صالحین نے اس فروعی اختلاف کو بالکلیہ ختم کرنے اور امت کو ایک مسلک کا پابند بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

بنو عباس کے تین خلفا نے حضرت امام مالکؒ سے اس کا مطالبہ کیا کہ ان کی کتاب "موطا" کو اسلامی حکومت کا دستور بنا دیا جائے، اور امت پر اس کو لازم کر دیا جائے، لیکن امام مالک نے اس کو قبول نہیں کیا، علامہ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ امام مالک کا یہ عمل ان کے وفور علم اور انصاف کی کھلی دلیل ہے۔

امام مالک کے معاصرین میں سے کسی نے بھی امام مالک سے اس پر حجت نہیں کی کہ آپ کو یہ دعوت قبول کر لینی چاہئے۔

ابن عساکر اور ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ خلیفہ عباسی منصور نے امام مالک سے اس کا مطالبہ کیا تھا، ابن عساکر کے بیان کے مطابق امام صاحب نے فرمایا تھا۔

"ایسا نہ کریں، لوگوں کے پاس مختلف باتیں پہونچی ہیں، مختلف روایات اور حدیثیں انھوں نے سنی ہیں، اور ہر علاقہ کے لوگوں نے ان باتوں کو اختیار کیا جو پہلے پہلے ان تک پہونچیں، ان پر وہ عمل پیرا ہیں، اور ان کے معتقد ہیں، ان کی عقیدت سے انھیں ہٹانا بہت مشکل ہے، لہٰذا لوگوں کو اس طرز عمل پر اور ہر علاقہ کے لوگوں کو اپنے مسلک پر رہنے دیں۔ منصور نے اس پر کہا کہ بخدا اگر امام صاحب میری بات مانتے تو میں اس کا آرڈر دے دیتا۔

خلیفہ مہدی بن منصور، پھر خلیفہ ہارون رشید نے بھی امام مالک سے اس کا مطالبہ کیا لیکن امام مالک کا موقف علی حالہ قائم رہا۔

ابن القیم نے اعلام الموقعین (۲/۳۶۳-۳۶۴) میں امام مالک سے ہارون رشید کے اس مطالبہ کا تذکرہ کیا ہے اور علامہ شوکانی نے القول المفید میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ بات تواتر سے ثابت ہے، امام مالک کے ہر سیرت نگار نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اس پابندی کو قبول کرنے کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ یہ اس توسع کے منافی ہے جو فروعی مسائل میں شارع کے پیش نظر ہے۔

۵۔ ان مسائل میں اختلاف کرنے والے کو گناہ گار قرار نہ دینا۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی مجتہد بھی اپنے اجتہاد کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوتا، بلکہ صحیح اجتہاد پر دو سرا اجر اور غلط اجتہاد پر ایک اجر ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد فأخطأ فله أجر" (فتح الباری ۱۳/۳۱۸)

قاضی اگر اجتہاد کرتا ہے اور صحیح فیصلہ کرتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر اجتہاد کرتا ہے اور فیصلہ میں غلطی کرتا ہے تب بھی ایک اجر ملتا ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جنگ احزاب کے لئے روانہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا، ہر شخص نماز عصر بنی قریظہ پہونچ کر پڑھے، بعض لوگوں نے عصر راستہ میں پڑھ لی، بعض لوگوں نے پہونچ کر پڑھی، جن لوگوں نے راستہ میں پڑھی ان کا کہنا تھا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ دیر نہ کی جائے، یہ مقصد نہیں تھا، کہ بنی قریظہ میں ہی نماز پڑھنا ضروری ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس اختلاف رائے کا تذکرہ کیا گیا، تو آپ نے کسی پر ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: کہ جمہور علما اس سے استدلال کرتے ہیں کہ مجتہد کو گناہ گار قرار نہیں دیا جائے گا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں میں سے کسی کو عتاب نہیں فرمایا، اگر کسی کا فعل گناہ ہوتا، تو آپ تنبیہ فرماتے۔

(فتح الباری ۷/۴۰۸-۴۱۰)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"اہل سنت والجماعت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا"۔

(مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۱۹/۱۲۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"صدیقین، شہدا اور صالحین معصوم نہیں ہوتے، یہ بات ان گناہوں کے بارے میں ہے جو متعین اور معلوم ہیں، لیکن اجتہادی مسائل میں ان سے خطا وصواب دونوں کا امکان ہے، اجتہاد اگر درست ہے تو دو سرا اجر ہے اور اگر غلط ہے تب بھی ایک اجر ہے، ان کی یہ غلطی معاف ہے، گمراہ لوگ غلطی اور گناہ کو لازم وملزوم سمجھتے ہیں، پھر کبھی غلو کرتے ہوئے انھیں معصوم قرار دیدیتے ہیں، اور کبھی زیادتی کرتے ہوئے انھیں قصوروار اور خطا کار ٹھہراتے ہیں، اہل علم اور اصحاب ایمان نہ انھیں معصوم قرار دیتے ہیں اور نہ گناہ گار گردانتے ہیں، یہیں سے متعدد فرقے اہل باطل کے پیدا ہو گئے۔ (ایضاً ۲۵/۶۹-۷۰)

علامہ آمدی اپنی کتاب الاحکام میں رقمطراز ہیں:۔

"اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ احکام شرعیہ میں اجتہاد کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا، ابن علیہ، ابو بکر الاصم، اور ظاہریہ اور امامیہ کی رائے یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں حق متعین ہے اور اس کی

قطعی دلیل موجود ہے، جو اس میں غلطی کرتا ہے وہ گناہگار ہوتا ہے۔

اہل حق کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان بہت سے مسائل میں اختلاف ہوا۔ اور یہ اختلاف ان کے درمیان باقی رہا لیکن ان میں کسی نے بھی اس بنیاد پر کسی پر نکیر نہ کی نہ اسے گناہگار قرار دیا، عمومی طور پر اور متعین طور پر، حالانکہ یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ اگر کوئی ارکان اربعہ کی فرضیت یا قتل وزنا کی حرمت کے بارے میں اختلاف کرتا تو وہ اس کو غلط کار اور گناہگار قرار دیتے۔

(الاحکام فی اصول الاحکام ۴/۲۴۴)

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جہاں تک "حکم مؤول" (وہ حکم جس کی تاویل کی گئی ہو) کا تعلق ہے، تو وہ مجتہدین کے اختلافی اقوال ہیں، جن کا اتباع واجب نہیں ہے اور جن سے اختلاف کرنے والا نہ کافر ہے اور نہ فاسق، کیونکہ مجتہدین کا یہ کہنا نہیں ہے کہ یہ اللہ ورسول کا فیصلہ ہے، بلکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے اجتہاد سے یہ سمجھا ہے، اب جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے نہ کرے انھوں نے امت کو اپنی رائے اور اجتہاد کا پابند نہیں بنایا۔

امام ابو حنیفہ فرماتے تھے: یہ میری رائے ہے، جو شخص اس سے بہتر رائے پیش کرے ہم اسے قبول کریں گے اور اگر عین وہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا تو امام ابو یوسف و امام محمد کے لیے ان سے اختلاف کرنا جائز نہ ہوتا، اسی طرح امام مالکؒ سے خلیفہ عباسی ہارون رشید نے کہا تھا کہ آپ کی کتاب مؤطا کو ہم دستور بنا دیں تو انھوں نے اس کی اجازت نہیں دی، اور فرمایا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مختلف علاقوں میں رہے اور بسے اور ہر علاقہ والوں کے پاس ایسی معلومات ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں، امام شافعیؒ اپنے شاگردوں کو اپنی تقلید سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر حدیث میرے قول کے خلاف ملے تو میرا قول ترک کر دینا۔ امام احمدؒ نے ان سے فرمایا تھا جنھوں نے ان کے فتاوی نوٹ کئے تھے، تم میری تقلید مت کرنا نہ کسی اور کی، بلکہ جہاں سے انھوں نے اخذ کیا وہیں سے اخذ کرنا، اگر ان کے نزدیک ان کے اجتہادات کا اتباع ضروری ہوتا تو وہ اپنے حلقے کے لوگوں سے تاکید ان کا اتباع کرنے، اور اختلاف نہ کرنے کا حکم دیتے، اور نہ ان کے شاگردوں کے لئے جائز ہوتا کہ وہ ان سے اختلاف کریں، اور نہ اس کی گنجائش ہوتی کہ ایک رائے کے بعد وہ دوسری اور تیسری رائے اختیار کرتے اور ایک مسئلہ میں کئی کئی قول ہوتے۔

بنا بریں رائے اور اجتہاد کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ اس کی پیروی درست ہو، ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ حکم کی مخالفت کی گنجائش ہی نہیں۔

(جاری)

بقیہ: ایک شب کوہ طور کے....

پادری کی موجودگی میں برے ہوتا ہے، جوتی کے نیچے قریب قریب ایک فرلانگ کی مسافت برتے ہوئے خس پوش قہوہ خانہ اور ہوسٹل جس میں شب گذاری کی بھی سہولت فراہم کی جاتی ہے اس میں کام کرنے والے سب مسلمان ہیں لیکن ناخواندہ اور اقتصادی طور پر کمزور، رمضان کا زمانہ ہوتے ہوئے بھی وہ روزے سے نہ تھے اندر پہاڑیوں میں انہی بدوؤں کی آبادی ہے جہاں سہولتیں بہت کم مہیا ہیں دور دراز علاقوں میں جامع ازہر کی شاخیں قائم ہیں لیکن اس علاقہ میں شاید نہ ہونے کے برابر ہے آتے ہوئے صرف ایک شاخ ملی لیکن وہ بھی شاہراہ پر واقع تھی اندرون سینا تعلیمی ترقی ابھی بہت پیچھے ہے کیتھرائن شہر البتہ ترقی یافتہ ہے اور جنوبی سینائی وہ کشتی بھی ہے۔

مسجد کے صحن کی چار دیواری پر بیٹھ کر سورہ اعراف کی وہ آیتیں پڑھتے ہے جس میں حضرت موسیٰ کے واقعہ تجلی کا تذکرہ موجود ہے۔ تصور کی آنکھوں میں نہ جانے کیسے کیسے ہیولے آتے ہے سامنے ایک پہاڑی ایسی تھی جس کا رنگ دیگر پہاڑیوں سے مختلف تھا۔ اس کی چوٹی بھی ایسی لگ رہی تھی جیسے کوئی اونچی چیز دب کر دھنس گئی ہو، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ قرآن پاک میں اسی پہاڑ کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے کہا گیا تھا۔

"وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي"

اور لیکن اس پہاڑ کی طرف دیکھئے تو اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو آپ مجھے دیکھ لیں گے۔

وہ پورا پہاڑ سیاہ جلا ہوا معلوم ہوتا ہے، جبل موسیٰ اور اس پہاڑ کے درمیان ایک پتلی سی وادی ہے۔ تھوڑی دیر تاریخ کے ان تاریخی واقعات میں ڈوبے ایک خاص حظ حاصل کرتے رہے، اور بار بار خیال آتا رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس روز تک بے آب وگیاہ اس چوٹی پر کس طرح گذارے ہوں گے۔ آج اتنی سہولت کے باوجود اس پر چڑھنا اور پھر اترنا ایک مشکل معاملہ ہے، پانچ گھنٹے چڑھنے میں لگے تھے۔ اور جب اترنا شروع کیا تو تین گھنٹوں میں تدریج اترکے پالا بس ورم آچکا تھا۔ لیکن سفر کی لذتیں اس کی کلفتوں پر غالب تھیں۔ واپسی حضرت صالحؑ کے مرقد مبارک سے ہو کر ہوئی۔ اس سعادت پر دل کی انجمن ملک حقیقی کی بارگاہ میں شکر وسپاس کا نذرانہ پیش کر رہی تھی، اور یہ نغمہ زبان پر تھا۔

مرا جسم کیا مری شان کیا مری روح کیا مری جان کیا
میں نہیں ہوں کچھ بھی ترے سوا تو ہی میرا حسن نگار ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کو اسلامی شخصیت کا ایوارڈ

ترتیب: ندرالحفیظ ندوی

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ اور ۱۳ دسمبر ۱۹۹۸ء کی تاریخ تھی اور دن اتوار کا تھا۔ یہاں دبئی کے ٹیلیفون پر دبئی سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ دبئی کے بین الاقوامی جائزہ قرآن کے سرکاری ادارہ نے (جس کی سرپرستی ولی عہد دبئی و وزیر دفاع متحدہ عرب امارات جنرل شیخ محمد بن راشد آل مکتوم کرتے ہیں) اس سال ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء عالم اسلام کی ممتاز علمی و اسلامی شخصیت کی حیثیت سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا انتخاب کیا ہے

دو سال سے حکومت دبئی کے حکمراں شیخ محمد بن راشد آل مکتوم کی ذاتی دلچسپی سے قرآنی مقابلوں کا اہتمام ہونے لگا ہے، جائزۃ دبئی الدولیۃ للقرآن الکریم کمیٹی کی صدارت خود حاکم دبئی کرتے ہیں اس کے ارکان میں متحدہ عرب امارات کے چوٹی کے علماء اور فضلاء اور داعی شامل ہیں۔ اس کمیٹی کے زیر اہتمام بین الاقوامی سطح پر قرآنی مقابلوں کے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں، کامیاب ہونے والوں کو ڈھائی لاکھ درہم سے لیکر پچاس ہزار درہم تک نقد انعام توصیفی سند، آمد و رفت، قیام و طعام کے اخراجات کے علاوہ حکومت دبئی کے خرچ پر عمرہ کرایا جاتا ہے اس کمیٹی کا ایک دوسرا شعبہ ہے جو اسلامی دنیا کے ممتاز علماء و داعیوں کے کارناموں کا جائزہ لیکر ہر سال ایسی اسلامی شخصیت کا انتخاب کرتا ہے جس کی دینی، علمی، اور دعوتی خدمات سے اسلامی دنیا کو فائدہ پہنچا ہو۔

اسلامی دنیا میں اس میدان میں سبقت کا سہرا مملکت سعودی عرب کے سر ہے جس نے شاہ فیصل شہید ایوارڈ کی بنیاد ڈال کر تعصب و تنگ نظری سے آلودہ صلیبی نوبل پرائز کے نام نہاد کارناموں پر پانی پھیر دیا، شاہ فیصل ایوارڈ نے اپنے قیام کے دوسرے ہی سال حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا داعی اسلام کی حیثیت سے انتخاب کیا تھا۔ اب متحدہ عرب امارات نے بھی دو سال سے اسلامی دنیا کے داعیوں مجاہدوں اور علماء فضلاء کے کارناموں کی قدر شناسی کا مبارک آغاز کر کے روشن مثال قائم کی ہے۔

گذشتہ سال عالم عربی کے ممتاز عالم و مفسر شیخ متولی شعراوی کو یہ ایوارڈ دیا گیا تھا جن کی شہرت مفسر قرآن کی حیثیت سے تھی، شیخ شعراوی مصر کے وزیر اوقاف بھی رہ چکے تھے وہ حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ کے بڑے قائل اور قدرداں تھے۔

اس سال انعامی کمیٹی کے پاس جو نام آئے ان کی تعداد خاصی تھی لیکن کمیٹی کے فاضل ارکان نے متفقہ طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا انتخاب کیا پھر جب اس نام کا اعلان کیا گیا تو پوری اسلامی دنیا بلکہ یورپ و امریکہ میں مقیم مسلمانوں نے بھی اس انتخاب پر اپنی پسندیدگی ظاہر کی اور اس کو بہت سراہا۔ عرب ذرائع ابلاغ نے تفصیل کے ساتھ ایک ہفتہ تک مولانا کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر مضامین اور اس انتخاب کے بارے میں علماء و فضلاء کے انٹرویو اور ردعمل شائع کئے، خود انعامی کمیٹی کے صدر ابراہیم محمد بوملحہ نے پریس کانفرنس میں جب اس نام کا اعلان کیا تو انھوں نے انکشاف کیا کہ کمیٹی کے پاس جو مختلف نام آئے تھے ان کا ہر پہلو سے جائزہ لینے کے بعد اس نے اپنے ارکان کی اکثریت کی اس رائے کو ترجیح دی کہ ۱۴۱۹ھ کی ممتاز اور منفرد شخصیت عالم اسلام کی مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ذات ہے۔ ان ارکان میں شیخ زائد بن سلطان النہیان کے علمی مشیر اور ممتاز عالم و داعی ڈاکٹر عزالدین ابراہیم، ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب، ڈاکٹر حمزہ ابوالنصر اسلامک کالج دبئی کے مدیر ڈاکٹر ابراہیم السلقینی تھے، مولانا کا نام عرب امارات کے ممتاز عالم و محقق اور داعی ڈاکٹر مہدی نے پیش کیا۔ ڈاکٹر ابراہیم بوملحہ نے کہا کہ اس انتخاب میں اس کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ منتخب شخصیت کی حیثیت عالمگیر اہمیت کی حامل ہو۔ اس کے اثرات اور کارکردگی کا دائرہ علمی، دینی دعوتی، فکری، تہذیبی اور سماجی میدانوں تک وسیع ہو۔ ڈاکٹر بوملحہ نے کہا کہ اپنے اس انتخاب سے کمیٹی نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کے انتخاب کا دائرہ تاریخی، جغرافیائی اور قومی و ملکی حدود سے ماورا ہے۔ اور یہ انعام پوری اسلامی دنیا کے ان سپوتوں اور مایہ ناز فرزندوں کے لیے ہے جنھوں نے اپنی زندگی اسلام اور پوری انسانیت کی خدمت کے لیے وقف کر دی ہے، بوملحہ نے مزید کہا کہ اس کمیٹی کے ارکان نے پوری اسلامی دنیا کے ممتاز علماء اور داعیوں سے بھی اس سلسلہ میں استفسار کیا تو انھوں نے کمیٹی کے

انتخاب کو سراہا۔ اور اس کی مکمل طور سے تائید کی۔ خود اس تحریک کے بانی اور روح رواں وزیر دفاع جنرل محمد بن راشد آل مکتوم نے اس انتخاب پر اپنی دلی مسرت ظاہر کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے صحیح فیصلہ کی توفیق عطا فرمائی۔

ابراہیم بوملحہ نے اس انتخاب کے معیار اور شرائط پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پریس کانفرنس میں کہا کہ اس انتخاب میں وجہ ترجیح اور بنیادی شرط یہی ہے کہ منتخب شخصیت ایسی ہو کہ اس نے بے غرض ہو کر اسلام کی ہر میدان میں خدمت کی ہو اس کی دعوت کو قبولیت عامہ حاصل ہو۔ اس کی علمی جدوجہد ایسی وسیع اور متنوع ہو کہ اسلامی دعوت کو اس سے فائدہ پہونچا ہو، بوملحہ نے آخر میں کہا کہ ہم نے اس انتخاب میں کسی سیاسی اثر و رسوخ اور جغرافیائی اعتبارات کا لحاظ نہیں کیا۔

انعامی کمیٹی کے دوسرے ممتاز رکن ڈاکٹر عارف الشیخ نے (جو اس پریس کانفرنس میں موجود تھے) اپنے رفقاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے شخصیت کے انتخاب میں قطعاً کسی عجلت سے کام نہیں لیا۔ بلکہ بہت غور و فکر اور ہر پہلو کو اپنے سامنے رکھا۔ اور ہر مرحلہ میں باہمی مشورے کئے۔ دوسرے عرب ممالک کے فضلاء سے بھی رائے لی گئی کسی نے بھی اس انتخاب سے اختلاف نہیں کیا۔

ڈاکٹر عارف الشیخ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت اور نمایاں صفات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم نے جس شخصیت کا انتخاب کیا ہے اس میں ہماری نظر میں تین بنیادی خصوصیات ہیں علم و تقویٰ، اخلاص و ایثار کے ساتھ عمل پیہم اور پوری انسانیت سے خطاب۔ مولانا ندوی کی اس آخری امتیازی خصوصیت نے غیر مسلموں کے دلوں میں بھی احترام اور وقار و اعتبار پیدا کر دیا ہے، ان امتیازی خوبیوں کے علاوہ مولانا ندوی کی علمی تصنیفات کی تعداد اتنی ہے کہ دین و شریعت کے تمام شعبوں اور اسلامی تاریخ و سیرت اور تعلیم و تربیت کے تمام پہلوؤں تک محیط ہے۔ اس شخصیت نے بعض بڑے نازک مواقع پر اسلام اور مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے۔"

اس پریس کانفرنس کی تفصیلات تمام اخبارات نے شائع کیں۔

خود انعامی کمیٹی نے جب مولانا مدظلہ کو اس انتخاب کی باضابطہ اطلاع دی تو اس خط میں یہ الفاظ تھے۔

(عربی خط کا ترجمہ)

صاحب فضل و کمال علامۃ الشیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی! حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متحدہ عرب امارات کے وزیر دفاع ولی عہد جنرل شیخ محمد بن راشد آل مکتوم کی طرف سے یہ اطلاع دیتے ہوئے ہمیں دلی مسرت ہو رہی ہے کہ جائزۃ دبی الدولیۃ للقرآن الکریم کمیٹی کے سرپرست اور اس کمیٹی کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر اس سال کی اسلامی شخصیت آپ کو قرار دیا ہے۔ آپ نے قرآن کریم اور دین مبین کی جو غیر معمولی خدمت انجام دی ہے جس کا دائرہ نصف صدی سے زائد مدت پر محیط ہے اور برابر اس میں اضافہ ہو رہا ہے اطال اللہ بقاءکم۔ آپ نے جس اخلاص و ایثار سے مسلسل کوشش دینی و علمی اور دعوتی و تربیتی میدانوں میں کی ہے اور اسلامی بیداری پیدا کرنے میں آنجناب کا جو غیر معمولی کارنامہ ہے یہ انتخاب اس کا ادنیٰ خراج تحسین اور قدر شناسی ہے جو ہمارے لیے باعث فخر اور موجب مسرت و عزت ہے۔

ہم آپ کی خدمت میں درخواست پیش کرتے ہیں کہ انعامی کمیٹی کی اختتامی تقریب میں، جو بیس رمضان المبارک کو ہو رہی ہے تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ اس درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ ابراہیم محمد بوملحہ

اس اعلان کا اثر خود حضرت مولانا مدظلہ پر اگر دیکھنے میں کچھ آیا تو یہ کہ چونکہ اس موقع پر پوری اسلامی دنیا کے ممتاز اور منتخب لوگ ہونگے حکام بھی ہوں گے اس لیے اس کو غنیمت سمجھ کر اپنی دعوت ان کے سامنے رکھنی ہے، اور ان تمام خطرات سے انھیں واقف کرانا ہے جنھوں نے اسلامی دنیا کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

بین الاقوامی سطح پر یہ اعلان تو ہو گیا لیکن بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ رمضان المبارک میں یہ تقریب ہو رہی ہے، برسوں سے مولانا مدظلہ کا معمول یہ رہا ہے کہ ان کے مستقر پر مہمانوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اور لوگ دور دراز سے رمضان گزارنے آتے ہیں۔ انعامی کمیٹی پر زور دیا گیا کہ وہ یہ تقریب بعد رمضان منعقد کرے لیکن چونکہ قرآنی مقابلے ہو رہے تھے۔ اس لیے لیلۃ القدر کے آغاز میں یہ انعامات دیئے جاتے ہیں تاریخ میں تبدیلی ناممکن ہے، ممتاز شخصیتوں کو دعوت نامے جاری کیے جا چکے ہیں، دبئی کی ایک دینی شخصیت ان دنوں لکھنؤ آئی ہوئی تھی انھوں نے کہا کہ ہماری معلومات کے مطابق شیخ ندوی کے لیے ایک مخصوص جہاز طبی ساز و سامان سے لیس لکھنؤ بھیجا جائے گا وہی واپس لے آئے گا۔ چنانچہ ابتدائی منظوری دیدی گئی۔ لیکن رمضان کے آغاز ہی میں مولانا مدظلہ کی صحت تشویشناک حد تک بگڑ گئی۔ اس صورتحال کو دیکھ کر فیکس کے ذریعہ معذرت کر دی گئی کہ ان حالات میں دبئی کا سفر ناممکن ہے، انعامی کمیٹی کے ارکان پر یہ خبر بجلی بن کر گری رات بھر وہاں مشورے ہوتے رہے، پھر فیصلہ کیا گیا کہ ممتاز علماء کا ایک وفد جائے اور کسی طرح چند گھنٹوں کے لیے سہی شیخ ندوی کو دبئی لے آئے۔ یہ اطلاع بھی ملی کہ خود حاکم دبئی

ذاتی طور پر خواہشمند ہیں کہ شیخ ضرور تشریف لائیں اللہ تعالیٰ نے یہ مشکل اس طرح آسان فرمادی کہ حضرت مولانا کی صحت بہتر ہوگئی، دعوتی جذبہ ایثار و قربانی کا حوصلہ رضائے الٰہی کے حصول کی دھن نے اس دشوار سفر کو آسان بنادیا۔ چنانچہ عمر کی چوراسی منزلوں سے متجاوز اس جوان مجاہد نے اس دعوتی سفر کا عزم کرلیا۔

۲۰ جنوری ۱۹۹۹ء بروز چہارشنبہ چھ نفری قافلہ مخصوص ہوائی جہاز سے دہلی پہونچا، جہاز پر فضائی میزبان کے علاوہ ایک ڈاکٹر دو صحافی اور انعامی کمیٹی کے دو معزز ارکان شیخ امین یوسف الخاجا اور ڈاکٹر عارف الشیخ بھی آئے تھے۔ اس فضائی سفر کے دوران ڈاکٹر عارف نے ٹیلیویژن کے لیے ایک مفصل علمی و دعوتی انٹرویو لیا۔ شام کے وقت جہاز دہلی ہیپچا تو انعامی کمیٹی کے صدر ابراہیم بوملحہ اور دوسرے اہم ارکان اور دہلی کے معززین میں شیخ عبداللہ الغریر اور منتخب ہندوستانی اہل تعلق تھے۔ حکومت کی طرف سے خاص ہدایات تھیں کہ زیادہ مجمع نہ ہونے پائے۔ قیام ایک بڑے ہوٹل میں ہوا، جمعرات کا دن آرام کا تھا۔ لیکن دن بھر ملاقات کرنے والوں کا ہجوم رہا۔ شب میں تراویح کے بعد ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے وسیع کانگریس ہال میں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ صدارت وزیر دفاع نے کی۔ سب سے پہلے کامیاب حفاظ کے درمیان انعامات تقسیم کیے گئے ان کی تعداد ستر کے قریب تھی اول انعام ڈھائی لاکھ درہم کا لیبیا کے قاری کو ملا۔

تقسیم انعامات کی کارروائی کا سلسلہ اختتام یہ اعلان تھا کہ اب اس سال کی اسلامی شخصیت کا ایوارڈ دیا جائے گا جس کے لیے ممتاز عالم و داعی اور مشہور اسلامی مفکر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ابوملحہ نے انتہائی اختصار مگر جامع انداز اور دلکش اسلوب میں مولانا مدظلہ کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی

نہیں وجود حدود ثغور سے اس کا
محمد عربی سے ہے عالم عرب ہے

مولانا نے جب اس شعر کا عربی میں ترجمہ کیا تو ولی عہد نے گہرے تاثر کا اظہار کیا۔ اور عرب حاضرین نے زبردست تالیوں سے اپنے دلی تاثر کا اظہار کیا۔ پھر جب حاضرین کو گواہ بنا کر اسلاف کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے مولانا نے اس گرانقدر رقم کو دینی تعلیم کے لیے وقف کرنے کا اعلان کیا تو زبردست تالیوں اور نعرۂ تکبیر سے ہال دیر تک گونجتا رہا۔

دوسرے دن مبارکباد دینے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ حاکم شارقہ شیخ سلطان بن محمد القاسمی اور شیخ زائد بن سلطان کے فرزند اور نائب وزیر اعظم سلطان بن زائد النہیان بذات خود ملنے ہوٹل تشریف لائے اور مبارکباد پیش کی، عمائدین و تجار میں شیخ سیف الغریر عبداللہ الغریر اور مشہور بینکر شیخ سعید لوتاہ وغیرہ قابل ذکر ہیں دبی میں مقیم بھٹکلی برادری کے ممتاز لوگوں میں مظفر کولا، س۔ اے خلیل محتشم عبدالباری، ابو محمد اسمٰعیل میرانیر حاجی محمد اشرف ان کے فرزند حاجی عبدالرزاق رماصی، ٹریڈرس کے مالک حاجی عبدالرزاق اور ابراہیم قاضیا وغیرہ ہیں

جمعہ کے دن حضرت مولانا نے امارات میں مقیم ہندوستانی و پاکستانی حضرات سے مسجد الغریر میں خطاب فرمایا۔ اور انھیں جزیرۃ العرب میں قیام کی دینی ذمہ داریاں یاد دلائیں، جمعہ کی نماز مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے پڑھائی۔ عربی اور اردو میں ان کی زوردار تقریریں ہوئیں، شام کو بعد نماز عشاء مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی نے اردو میں خطاب کیا۔

تیسرے دن شنبہ کو اسی مخصوص جہاز سے یہ وفد بسلامت و سلامت اپنے وطن واپس آیا۔

انعامی تقریب کی جھلکیاں

● اس انعامی تقریب میں شرکت اور سفر کے

کا جو لفافہ تھا۔ ان کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔ کردیا۔

بعد میں ولی عہد نے اپنے کسی معاون کے حوالے

تمام ماڈلوں میں دستیاب : mita Canon
Photocopy Machines
* High speed machine for large volume of work
* Zoom facility * Low copy cost
:- رابطہ قائم کریں :-
آر یو خان "فاسٹ پرنٹ شاپ" ۳۰ ودھان سبھا مارگ حضرت گنج لکھنؤ (یو پی)
فون : ۰۵۲۲-۲۲۰۳۷۳
فیکس : ۰۵۲۲-۲۳۸۵۰۶
Ph. 0522-220373
Fax : 0522-238506

دہلی میں آرام و قیام کے لیے بس ایک ہی نام
فون:
3261610
3309586
3278973
ہوٹل سلام
○ دہلی کے مشہور بارونق علاقہ میں واقع نئی بلڈنگ؛
○ جدید طرز پر بنے آرام دہ کشادہ کمرے؛
○ جنرٹر وی ایئر کنڈیشنڈ؛
○ ہر کمرے سے محو باتھ روم، ٹھنڈا گرم پانی فوراً میسر؛
○ ہر کمرے میں ٹیلی فون، عجلی نہ ہونے پر جنریٹر کا انتظام؛
○ ہر کمرے میں قرآن مجید اور جائے نماز کا انتظام؛
○ رمضان مبارک میں تراویح اور سحری کا انتظام؛
○ پردہ نشین خواتین کے لیے علیحدہ مخصوص کمرے دستیاب؛
○ پاکستہ اور کھانے کا عمدہ انتظام۔
○ ڈور سٹری میں کم قیمت پر آرام دہ بستر دستیاب۔
مناسب داموں پر عمدہ سروس ہمارا نصب العین
منیجر "ہوٹل سلام" ۸۹۹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
گھر سے دور آرام دہ قیام ایک ہی نام "ہوٹل سلام"

قبولِ اسلام کی ایک ایمان افروز مثال

● عیسائی مبلغہ امینہ جنان

میرے والدین پروٹسٹنٹ عیسائی تھے اور ننھیال و ددھیال دونوں طرف مذہب کا بڑا چرچا تھا۔

ہائی اسکول کی تعلیم ختم ہوئی تو میری شادی ہوگئی۔ اور اس کے ساتھ ہی میں ماڈلنگ کے پیشے سے منسلک ہوگئی۔ خدا نے مجھے اچھی شخصیت عطا کی تھی اور میں خوب محنت کرتی تھی اس لیے میرا کاروبار خوب چمکا تو پیسے کی ریل پیل ہوگئی۔ شوفر، بہترین گاڑیاں، غرض آسائش کا ہر سامان میسر تھا۔ حالت یہ تھی کہ بعض اوقات ایک جوتا خریدنے کے لیے میں ہوائی سفر کرکے دوسرے شہر جاتی تھی۔ اسی دوران میں ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ماں بھی بن گئی۔ مگر سچی بات ہے کہ ہر طرح کے آرام و راحت کے باوجود دل مطمئن نہ تھا۔ بے سکونی اور اداسی جان کا گویا مستقل آزار بن گئی تھی۔ اور زندگی میں کوئی زبردست خلا محسوس ہوتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا۔ اور دوبارہ مذہبی زندگی اختیار کرلی۔ اور مختلف تعلیمی اداروں میں مذہبی تبلیغ کی رضاکارانہ خدمات انجام دینے لگی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مزید تعلیم کے لیے یونیورسٹی داخلہ لے لیا۔ خیال تھا کہ اس بہانے شاید روح کو کچھ سکون ملے گا۔ اس وقت میری عمر بیس برس تھی۔

اسے میری خوش قسمتی ہی کہیئے کہ مجھے ایک ایسی کلاس میں داخلہ مل گیا جس میں سیاہ فام اور ایشیائی طالب علموں کی خاصی بڑی تعداد تھی۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا۔ مزید گھٹن یہ دیکھ کر محسوس ہوئی کہ ان میں خاصے لوگ مسلمان تھے اور مجھے مسلمانوں سے انتہائی نفرت تھی۔ میرے نزدیک عام یورپی سوچ کی طرح اسلام وحشت و جہالت کا مذہب تھا۔ اور مسلمان غیر مہذب، عیاش، عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفوں کو زندہ جلا دینے والے لوگ تھے۔ امریکہ اور یورپ کے عام مصنفین اور مؤرخ یہی کچھ لکھتے آرہے ہیں۔ بہرحال شدید ذہنی کوفت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ میں ایک مشنری ہوں کیا عجب کہ خدا نے مجھے ان کافروں کی اصلاح کے لیے یہاں بھیجا ہو۔ اس لیے مجھے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں نے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت میں مبتلا ہوگئی کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ دیگر سیاہ فام نوجوانوں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ شائستہ، مہذب اور باوقار تھے۔ وہ عام امریکی نوجوانوں کے برعکس لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہ کرتے۔ نہ آوارگی اور عیش پسندی کے رسیا تھے۔ میں تبلیغی جذبے کے تحت ان سے بات کرتی۔ ان کے سامنے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتی تو وہ بڑے وقار اور احترام سے ملتے اور بحث میں الجھنے کے بجائے مسکرا کر خاموش ہوجاتے۔

میں نے اپنی کوششوں کو یوں بے کار جاتے دیکھا تو سوچا کہ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ اس کے نقائص اور تضادات سے آگاہ ہوکر طالب علموں کو زچ کرسکوں، مگر دل کے گوشے میں یہ احساس بھی تھا کہ عیسائی پادری، مضمون نگار اور مؤرخ تو مسلمانوں کو وحشی، گنوار، جاہل اور نہ جانے کن کن برائیوں کا مرقع بتاتے ہیں۔ لیکن امریکی معاشرت میں پلنے بڑھنے والے ان سیاہ فام مسلمان نوجوانوں میں تو اسے کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ یہ باقی سب طلبہ سے مختلف و منفرد پاکیزہ رویے کے حامل ہیں پھر کیوں نہ خود اسلام کا مطالعہ کروں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کروں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر میں نے سب سے پہلے قرآن کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ کتاب دل کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی اپیل کرتی ہے۔ عیسائیت پر غور و فکر کے دوران اور مطالعہ بائبل کے نتیجے میں ذہن میں کتنے ہی سوال پیدا ہوتے تھے، مگر کسی پادری یا دانشور کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور یہی تشنگی روح کیلئے مستقل روگ بن گئی تھی۔ مگر قرآن پڑھا تو ان سارے سوالوں کے ایسے جواب مل گئے جو عقل اور شعور کے عین مطابق تھے۔ مزید اطمینان کے لیے اپنے کلاس فیلو مسلمان نوجوانوں سے گفتگو میں کیں اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ میں اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا نقطہ نظر صریحاً بے انصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔

مزید اطمینان کی خاطر میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو یہ دیکھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ امریکی مصنفین کے پروپیگنڈہ کے بالکل برعکس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں خصوصاً انھوں نے عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس کی پہلے یا بعد میں کوئی مثال نظر نہیں آتی۔

ماحول کی مجبوریوں کی بات دوسری ہے۔ ورنہ میں طبعاً بہت شرمیلی ہوں اور خاوند کے سوا کسی مرد سے بے تکلفی پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ جب میں نے پڑھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی بے حد حیادار تھے اور خصوصاً عورتوں کے لیے عفت و پاکیزگی اور حیا کی تاکید کرتے رہے تو میں بہت متاثر ہوئی اور اسے عورت کی ضرورت اور نفسیات کے عین مطابق پایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کا درجہ جس قدر بلند فرمایا اس کا اندازہ اس قول سے ہوا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر تو میں جھوم اٹھی کہ عورت نازک آبگینے کی طرح ہے۔ اور تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے میں مطمئن ہوگئی اور تاریخ اسلام کے مطالعے اور اپنے مسلمان کلاس فیلو نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور میرے ضمیر کو میرے سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کا ذکر میں نے متذکرہ طالب علموں سے کیا تو وہ اور متی شہ کو میرے پاس چار ذمہ دار مسلمانوں کو لے آئے ان میں سے ایک ڈینور کی مسجد کے امام صاحب تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے چند مزید سوالات کیے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

میرے قبول اسلام پر سارے خاندان پر گویا بجلی گر پڑی۔ ہمارے میاں بیوی کے تعلقات واقعی مثالی تھے۔ اور میرا شوہر مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا۔ مگر میرے قبول اسلام کا سن کر اسے غیر معمولی صدمہ ہوا۔ میں اسے پہلے بھی قائل کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی اور اب پھر سمجھانے کی بہت سعی کی، مگر اس کا غصہ کسی طرح ٹھنڈا نہ ہوا۔ اور اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ عارضی طور پر دونوں بچوں کی پرورش میری ذمہ داری قرار پائی۔

میرے والد بھی مجھ سے گہری قلبی وابستگی رکھتے تھے مگر اس خبر سے وہ بھی بے حد برافروختہ ہوئے اور غصے میں ڈبل بیرل شاٹ گن لے کر میرے گھر آگئے تاکہ مجھے قتل کرڈالیں، مگر خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی اور وہ ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کرکے چلے گئے۔

میری بڑی بہن ماہر نفسیات تھی اس نے اعلان کردیا کہ یہ کسی دماغی عارضے میں مبتلا ہوگئی ہے اور اس نے سنجیدگی سے مجھے نفسیاتی انسٹی ٹیوٹ میں داخل کرانے کے لیے دوڑ دھوپ شروع کردی۔ میری تعلیم مکمل ہوچکی تھی۔ میں نے معاشی ضرورتوں کے پیش نظر ایک دفتر میں ملازمت حاصل کی۔ لیکن ایک روز میری گاڑی کو حادثہ پیش آگیا اور تھوڑی سی تاخیر ہوگئی تو مجھے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ فرم والوں کے نزدیک میرا اصل جرم یہی تھا۔ کہ میں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ میرا ایک بچہ پیدائشی طور پر معذور تھا۔ وہ دماغی طور پر بھی نارمل نہ تھا۔ اور اس کی عام صحت بھی ٹھیک نہ تھی جبکہ بچوں کی تحویل اور طلاق کے مقدمے کے باعث امریکی قانون کی رو سے فیصلہ ہونے تک میری ساری جمع پونجی منجمد کردی گئی تھی۔ ملازمت بھی ختم ہوئی تو میں بہت گھبرائی اور بے اختیار رب جلیل کے حضور سربسجود ہوگئی اور گڑگڑا کر خوب دعائیں کیں۔ اللہ کریم نے میری دعائیں قبول فرمالیں اور دوسرے ہی روز میری ایک جاننے والی خاتون کی کوشش سے مجھے اسپیشل پروگرام میں ملازمت مل گئی اور میرے معذور بچے کا علاج بھی بلامعاوضہ ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کیا۔ اور اللہ کے خاص فضل سے یہ آپریشن کامیاب رہا۔ بچہ تندرست ہوگیا اور میری جان میں جان آئی۔ لیکن آہ ابھی آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ عدالت میں بچوں کی تحویل کا مقدمہ دو سال سے چل رہا تھا۔ آخر کار دنیا کے اس سب سے بڑے "جمہوری" ملک کی "آزاد" عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں تو اسلام سے دست بردار ہونا پڑے گا کہ اس قدامت پرست مذہب کی وجہ سے بچوں کا اخلاق خراب ہوگا۔ اور تہذیبی اعتبار سے انہیں نقصان پہنچے گا۔

عدالت کا یہ فیصلہ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرا۔ ایک مرتبہ تو میں چکرا کر رہ گئی زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آئے۔ مگر

اللہ کا شکر ہے کہ اس کی رحمت نے مجھے تھام لیا اور میں نے دوٹوک انداز میں عدالت سے کہہ دیا کہ میں اپنے بچوں سے جدائی گوارا کرلوں گی مگر اسلام اور ایمان کی دولت سے دستبردار نہیں ہوسکتی، چنانچہ بچی اور بچہ دونوں باپ کی تحویل میں دیدیے گئے۔

اس کے بعد ایک سال اسی طرح گذر گیا میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنا تعلق گہرا کرلیا۔ اور تبلیغ دین میں منہمک ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ساری نامرادیوں کے باوجود میں ایک خاص قسم کے سکون اور اطمینان سے سرشار رہی۔

ایک زمانہ تھا کہ میں اتوار کا دن آرام کرنے کے بجائے کسی سنڈے اسکول میں بچوں کو عیسائیت کے اسباق پڑھاتی تھی، آج اللہ کے کرم سے میں اتوار کا دن اسلامک سینٹروں میں گذارتی ہوں۔ اور وہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھاتی ہوں۔

یہ بھی اللہ کی ہی توفیق سے ہے کہ میں نے مختلف مقامات پر مسلم وومن ایسوسی ایشن قائم کیے ہیں جن میں غیر مسلم خواتین بھی آتی ہیں۔ میں انہیں بتاتی ہوں کہ اسی امریکہ میں آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے عورتوں کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی تھی۔ اور ایک عورت کو گھوڑے سے بھی کم قیمت پر۔ یعنی ڈیڑھ سو روپئے میں خریدا جاسکتا تھا۔ بعد کے ادوار میں بھی عورت کو باپ یا شوہر کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا حتیٰ کہ اگر وہ شادی کے موقع پر ایک لاکھ ڈالر شوہر کے گھر میں لے کر جاتی اور چند ہی ماہ بعد اسے طلاق حاصل کرنا پڑتی تو وہ ساری رقم شوہر کی ملکیت قرار پاتی تھی۔ جبکہ اسلام آج سے چودہ سو برس پہلے سے عورت کے حقوق کی آواز لگا رہا ہے۔ اور اس اعزاز کی تو کہیں ادنیٰ سی بھی مثال نہیں ملتی کہ ماں کے قدموں میں جنت قرار دی گئی ہے۔ اور باپ کے مقابلے میں اسے تین گنا واجب الاحترام قرار دیا گیا۔

جب میں یہ تقابلی موازنہ کرتی ہوں تو امریکی عورتوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ جاتے ہیں۔ وہ تحقیق کرتی ہیں، مطالعہ کرتی ہیں، اور جب انہیں یقین ہوجاتا ہے کہ میں صحیح بات کرتی ہوں اور واقعتاً اسلام نے عورت کو غیر معمولی حقوق واحترام عطا کیے ہیں تو وہ اسلام قبول کرلیتی ہیں۔ چنانچہ اللہ کا شکر ہے کہ میری باتوں سے متاثر ہوکر اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکی ہیں۔

دینی مدارس کے لیے

"بین الاقوامی واسلامی جغرافیہ"

(مؤلف: محمد الیاس ندوی، استاد جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

جغرافیہ وسائنس کا سرکاری نصاب اس کے مرتب کرنے والوں کے مخصوص فکری وثقافتی مزاج کی وجہ سے مسلم طلباء کے لیے نہ صرف ناکافی بلکہ نقصان دہ ہے۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک ایسا جامع نصاب مرتب کیا جائے جس میں جغرافیائی معلومات اسلامی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے فراہم کی گئی ہو۔

"بین الاقوامی اسلامی جغرافیہ" اسی سلسلہ کی ایک اہم کوشش ہے جو اب تک ملک کے مختلف مدارس میں داخلِ نصاب بھی ہوچکی ہے۔ اور تیسرا ایڈیشن

"یہ کتاب ظاہری وباطنی دونوں حیثیتوں سے خوب ہے اور اس قابل ہے کہ مدارس واسکولوں میں پڑھائی جائے"۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی
(ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

"اس کتاب نے خوب معلومات فراہم کی ہیں چونکہ میرا بھی تاریخ جغرافیہ وصحافت سے تعلق ہے اس لیے میرے نزدیک یہ کتاب ہر طبقہ کے لیے بہترین معلومات کا ذریعہ ہے"

(قاضی اطہر صاحب مبارکپوریؒ رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

"اس کتاب سے مسلمانوں کے سب مدارس کو فائدہ اٹھانا چاہیئے خاص کر مسلم مدارس کے نصاب کا اس کو ضروری جزو، بننا چاہیئے۔

(مولانا محمد رابع صاحب حسنی سکریٹری رابطہ ادب اسلامی)

ملنے کا پتہ:- ۱۔ مکتبہ الحسنات ۲۲۴۱ کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی۔
۲۔ دارالعلم ۳۱ محمد علی روڈ بھٹکل (کرناٹک)

اولاد کی دینی سلامتی کی فکر کے ساتھ اپنا عمل بھی درست رکھیں

عبدالرزاق مسعود۔ ہیلی فیکس

میں نے ایک بار دس سال کی عمر کے بچوں کو تین ماہ کے لئے نماز پنجگانہ کا سنجیدگی سے کورس کروایا تاکہ بچے نماز کے عادی بنیں، کورس ختم ہونے کے بعد یہ بچے بالکل نماز ترک کر گئے، میں نے وجہ دریافت کی تمام بچوں کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے والدین نماز نہیں پڑھتے، فلمیں اور ڈرامے دیکھتے ہیں، نمازیں ضائع کردیتے ہیں، بتایئے ہم نماز کیسے پڑھ سکتے ہیں؟

ہماری مسجد کے ایک عید کے نمازی جب بچے کو چھٹی کے وقت لینے کے لئے آتے تو بچہ باجماعت نماز پڑھتا اور اس کے والد صاحب مسجد کے دروازے پر کھڑے بچے کا انتظار کرتے، میں نے متعدد بار ترغیب وترہیب کی احادیث سے انھیں سمجھایا لیکن ان کا صاف جواب ہوتا، بھائی ہمارے بچے کو قرآن پڑھا دو بس اتنا ہی دین کافی ہے۔ جب اپنی اولاد کو اسلامی اخلاق وکردار کا ماحول نہ دیا جائے گا تو بچوں کا ذہن علم وعمل کے لئے کیسے نشوونما پاسکتا ہے بے عملی اور بدعملی ایسا خطرناک مرض ہے جو صرف بندے کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ دوسروں کے دین اور دنیا بلکہ کئی نسلوں تک اثر انداز ہوتا ہے، ہمارے کچھ دوستوں نے ایک نوعمر انگریز لڑکے کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی نعمت نصیب فرمائی، میں نے اسے پوری نماز اور اسلام کے مختصر ارکان یاد کرائے، تین چار ماہ نماز باجماعت میں پہلی صف میں نظر آتا رہا، پھر آہستہ آہستہ غائب ہوتا گیا، ایک دن کسی نماز میں مسجد میں نہ آیا تو میں نے خود جاکر دریافت کیا تو کہنے لگا کہ جن دوستوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی تھی وہ خود نماز نہیں پڑھتے بلکہ میرے ماحول میں اکثر مسلمان بے نمازی ہیں اور بیہودہ فحش حرکتیں کرتے ہیں، ان کے اسلامی نام کے سوا میں نے کوئی اسلامی چیز ان میں نہیں دیکھی، کتنے دکھ کی بات ہے کہ اس نومسلم کے دوست اسے گاڑی پر نماز کے لئے چھوڑ کر مسجد سے بغیر نماز پڑھے واپس چلے جاتے، آخر ایک دن وہ اسلام چھوڑ کر واپس اپنی پہلی زندگی میں چلا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حقیقت یہ ہے کہ نیک بچے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دین ودنیا میں عزت وسرخروئی کا سبب ہوتے ہیں، دنیا اور آخرت کا بہترین سرمایہ نیک اولاد ہے، انبیاء کرام اور اولیاء اللہ اسی فکر کی دعائیں کرتے رہے، ابراہیم علیہ السلام ہمیشہ رب سے عرض کرتے رہے "رب هب لی من الصالحین" پروردگار نیک اولاد عطا فرما، زکریا علیہ السلام اپیل کرتے ہیں رب هب لی من لدنك ذرية طيبة انك سميع الدعا" میرے پالنے والے مجھے پاکیزہ اولاد عطا کر تو دعاؤں کا سننے والا ہے۔

رحمان کے بندوں کی دعا قرآن نے اس طرح نقل کی ہے، "ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين" اے ہمارے اللہ ہمیں بیویاں اور اولاد عطا کر جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں، کیونکہ نیک اولاد اللہ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے جسے قرآن نے آنکھوں کی ٹھنڈک سے تعبیر کیا ہے جس کو نیک اولاد مل گئی، گویا اسے ساری ہی نعمتیں میسر ہوگئیں۔ بری نافرمان سرکش اولاد دکھ اور حلبن کا سبب ہوجاتی ہے، اسی ملک کے ہمارے ایک واقف کار نے اپنے بچے کی تعلیم پر پندرہ سال محنت کی، کالج اور یونیورسٹی کی ڈگری دلوانے کے لئے رات دن ایک کردیا جب اس کا بیٹا دنیاوی تعلیم سے آراستہ ہوگیا اور برسرروزگار جاب بھی مل گئی تو والدین سے آنکھیں پھیر لیں، ایک دن اس کے والد سخت بیمار ہوگئے، قرب وجوار کے لوگ اور عزیز واقارب بھی بیمار پرسی کے لئے آئے لیکن اس کے بیٹے نے ایک بار بھی باپ کی بیمار پرسی نہ کی، کسی کے توجہ دلانے پر کہتا ہے کہ میرے پاس ٹائم ہی نہیں، ڈیڈی کسی سرجری ہاسپٹال چلے جائیں تو بہتر ہے، کاش اس کے دینی تعلیم وتربیت سے پہلے یا ساتھ ساتھ ہی اس میں ایمان، اللہ اور رسول کی اطاعت، والدین کے مقام کا اسلامی شعور پیدا کیا ہوتا تو ایسی بے رخی کی نوبت ہی نہ آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب اس فرض سے غافل ہیں (الا ماشاء اللہ) والدین کو بچے کی دنیاوی تعلیم ڈگریوں کے حصول اور بہترین جاب کی سوچ لگی رہتی ہے لیکن اس کے ایمان اور دین کی کوئی فکر ہی نہیں یہ کیسی کامیابی ہے کہ باپ بچے کی دنیا اور اسٹینڈرڈ بنانے کے لئے رات دن محنت کرتا ہے جب بیٹا کامیاب ہوکر اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسولؐ اور والدین سے بیگانہ ہوجانا ہے، یہ سراسر ناکامی ہے، اصل دولت اور کامیابی یہ ہے کہ والدین اولاد کی دنیا کے ساتھ ساتھ اس کے ایمان اور دین کی سلامتی کی فکر کریں اور اس کو اسلامی ماحول اور دینی شعور سے منور کریں جب وہ والدین کی محنت سے صحیح مسلمان بن جائے گا، رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء، ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ اے میرے داتا! مجھے بھی اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے، مجھے بھی اور میرے ماں باپ کو بھی بخشش دے اور قیامت کے دن تمام مومنوں کو بھی معاف فرمادے۔ اس قسم کی نیک اولاد کو دیکھ کر والدین کی آنکھیں کتنی ٹھنڈی ہوں گی، قبر میں اور حشر ونشر میں بھی صدقہ جاریہ بنے گی۔

قارئین کرام! ذرا موازنہ کریں، دنیا کی اور آخرت کی دولت کون سی ہے، پھر جانتے بوجھتے کے باوجود ہم اس اہم فرض سے کیوں غافل ہیں، خصوصاً اس دور میں جہاں کا معاشرہ بے راہ روی اور برائیوں سے ہر آن متصف رہتا ہے والدین کے ذمہ اولاد کے جو حقوق ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا زبردست احساس دلایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یاایہا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدو لکم فاحذروھم وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم، انما اموالکم واولادکم فتنۃ واللہ عندہ اجر عظیم (تغابن ۱۴-۱۵) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہو، اگر تم معافی اور درگذر سے کام لو تو اللہ غفور رحیم ہے، تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

اس آیت سے بالکل ظاہر ہے کہ بیوی بچے مومن کے لئے صرف نعمت ہی نہیں بلکہ بہت بڑی آزمائش اور دشمن بھی ہیں، ان کو پاکر جس طرح دنیا میں انسان بہت بڑی خوشی پالیتا ہے اگر ان کی محبت میں پھنس کر دینی فرائض اور احکام سے لاپرواہی اختیار کی تو ان کی وجہ سے آخرت کے لئے بہت بڑا خطرہ بھی مول لے سکتا ہے، ان کے ساتھ معاملہ کرنا آسان کام نہیں، اس کو صحیح طور پر وہی انجام دے سکتے ہیں جن کو اللہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے، ان کی اصلاح کرنے سے بددل ہوکر جلد ہی کاٹ پھینکنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان سے درگذر کرے اور نباہ کرنے کی کوشش کرے، ہمت وجرأت سے ان کی اصلاح میں لگا رہے، چونکہ محبت ونفرت دونوں ہی آدمی کو اندھا بنا دیتی ہیں، اس لئے ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کرنے ہی سے آدمی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے، اسی طرح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ، خبردار تم میں سے ہر ایک نگراں اور ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا، مرد اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنی بیوی اور بچوں کے بارے میں (خدا کی عدالت میں) پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں پر حاکم ہے، وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔ یعنی بندہ اولاد کا اصل مالک نہیں بلکہ اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور یہ اس کی امانت ہے، لیکن اس نے ان کی نگرانی اور حفاظت کنبے کے سربراہ کے سپرد کی ہے، قیامت کے دن وہ دیکھے گا کہ اس نے اپنا فرض ادا کیا ہے یا کوتاہی کی ہے، یہ اولاد کوئی حیوانی ریوڑ نہیں بلکہ اولاد آدم ہے، جس کا بدترین دشمن شیطان ہے جس سے بچنے بچانے کی تاکید اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ کی ہے، کنبے کے سربراہ کو اس کے حملے سے بچنے اور کنبے کے ہر فرد کو بچانے کے لئے ہمہ وقت چوکنا اور فکرمند رہنا چاہئے۔

سہل اسلوب دلنشین ترتیب کے ساتھ
اصول فقہ میں بزبان عربی۔

الموجز فی اصول الفقہ

تالیف: محمد عبید اللہ الاسعدی
مطبوعہ: دارالسلام قاہرہ
صفحات: ۳۵۰
ملنے کا پتہ: المکتبۃ الندویہ ندوۃ العلماء لکھنؤ
دارالکتاب دیوبند سہارنپور

بمبئی میں
اعلیٰ معیاری مٹھائی: بیکری مصنوعات
خصوصی مصنوعات
ڈرائی فروٹ، انجیر برفی، افلاطون، پائناپل برفی، مینگو برفی، بادامی حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، گلاب جامن وغیرہ
شیرینی دنیا کا تاج۔
تاج کی مٹھائیاں
کرافٹ مارکیٹ جنکشن ۱۰۴ کرناک روڈ بمقابل کرافٹ مارکیٹ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳
فون نمبر: ۳۴۲۱۵۷۸

مکتوب ابوظبی

بنام ایڈیٹر

از: ڈاکٹر نعیم صدیقی ندوی

مکتوب نگار نے ابتدا میں تعمیر حیات کی ادبی واہمیت میں اضافہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کے اداریوں خصوصاً مولانا عبداللہ عباس صاحب کے رشحات قلم کی داد دیتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے ایوارڈ کے سلسلہ میں تفصیلات تحریر کی ہیں جو ہدیہ ناظرین ہے۔

۷ر جنوری ۱۹۹۹ء کی شب نہ صرف دبئی بلکہ متحدہ عرب امارات کی تاریخ کا ایک زریں باب بن چکی ہے جب دبئی کے انٹرنیشنل ٹریڈ سنٹر کی فلک رفعت عمارت کے وسیع کانفرنس ہال میں محترم گرامی قدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی خدمت میں "سال ۹۸ء کی اسلامی شخصیت" کا ایوارڈ تفویض کیا گیا۔ یہ پوری تقریب نہایت پراثر اور روح پرور تھی راقم سطور اپنی شدید علالت کے باعث (جس کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے) اس تقریب میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا جس کا قلق سینہ کا داغ بن کر ہمیشہ تازہ رہے گا۔ چونکہ اس پوری تقریب کو دبئی ٹیلی ویژن سے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا تھا۔ اس لیے راقم بھی اپنے بستر علالت سے بتمام وکمال اس کا مشاہدہ کرسکا۔

حکومت دبئی نے دو سال قبل "عالمی قرآن پاک ایوارڈ" کے نام سے ایک فنڈ قائم کیا ہے جس کے تحت ہر سال رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کے مسابقات منعقد ہوتے ہیں دنیا کے گوشے گوشے سے ۲۱ سال کی عمر تک کے نوجوان اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس پروگرام کا ایک اہم ترین جزو "سال رواں کی اسلامی شخصیت" کا ایوارڈ بھی ہے جس کا انتخاب عالم اسلام کے نامور علماء اور مفکرین کی ایک کمیٹی کرتی ہے چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا ایوارڈ (۱۹۹۷ء کی اسلامی شخصیت) مصر کے مشہور عالم اور مفسر قرآن شیخ المتولی الشعراوی مرحوم کو دیا گیا تھا۔

بلاشبہ اہل ہند کے لیے یہ نہایت فخر و مسرت کا مقام ہے کہ "سال ۹۸ء کی اسلامی شخصیت" ایوارڈ کے لیے حضرت مولانا علی میاں مدظلہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ سلطنت دبئی کے ولی عہد اور متحدہ عرب امارات کے وزیر دفاع سمو الشیخ محمد بن راشد آل مکتوم نے (جو اس ایوارڈ کے روح رواں ہیں) اپنے خطاب میں حضرت مولانا مدظلہ کی شخصیت کو خراج تحسین وعقیدت پیش کرتے ہوئے بہت درست فرمایا کہ "حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کے لیے جس طرح اپنی پوری زندگی وقف کردی ہے اس کے باعث انتخابی کمیٹی نے کلی اتفاق اور پورے شرح صدر کے ساتھ مولانا موصوف کو اس ایوارڈ کے لیے منتخب کیا ہے۔"

حضرت مولانا مدظلہ اگرچہ ۷ر جنوری ۱۹۹۹ء کو حکومت دبئی کے خصوصی طیارہ سے یہاں تشریف فرما ہوئے مگر اس سے ایک ہفتہ پہلے ہی سے یہاں کے وسائل ابلاغ نے پورے اہتمام کے ساتھ حضرت مولانا کے حالات زندگی اور ان کے علمی وتحقیقی ودعوتی کاموں کا جائزہ پیش کرنا شروع کردیا تھا۔ انگریزی اخبارات میں گلف نیوز اور خلیج ٹائمز اور عربی اخبارات میں روزنامہ الاتحاد اور الخلیج نے مولانا مدظلہ کی آمد اور یہاں کی سرگرمیوں کا تفصیلی احاطہ کیا تھا چنانچہ گلف نیوز نے اپنی ۵ اور ۶ر جنوری ۱۹۹۹ء کی اشاعتوں میں حضرت مولانا کے فوٹو کے ساتھ ان کی مختصر سوانح حیات اور تصنیفات کی فہرست شائع کی جن کی بوئے عنبریں سے مشام عالم معطر ہورہا ہے۔ اسی طرح کثیر الاشاعت انگریزی روزنامہ "خلیج ٹائمز" نے اپنی ۸ر جنوری کی اشاعت میں "خدمت اسلام ایک زندہ علامت" (A LIVING SYMBOL OF SERVICE TO ISLAM) کے عنوان سے ایک تفصیلی مضمون شائع کیا جس میں حضرت مولانا مدظلہ کی دینی خدمات، علمی سرگرمیوں، اور مسلمانان ہند کے لیے ان کی مختلف النوع مخلصانہ جدوجہد کا جامع جائزہ لیا گیا ہے۔

۸ر جنوری ۹۹ء کی شب عالمی ٹریڈ سنٹر کے وسیع کانفرنس ہال میں یہ پراثر تقریب منعقد ہوئی جس میں متعدد وزرائے حکومت، سفارتی نمائندوں، عمائد شیوخ اور دیگر نمایاں وممتاز شخصیتوں کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ حکومت دبئی کے نائب عام (اٹارنی جنرل) اور

ایوارڈ کمیٹی کے چیرمین شیخ ابراہیم محمد بوملحہ نے اپنی تعارفی تقریر میں حضرت مولانا مدظلہ کی شخصیت اور ان کی دینی و علمی خدمات کو شاندار اور نہایت بلیغ الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"۱۹۹۸ء کی اسلامی شخصیت کے لیے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے انتخاب کا نہ صرف متحدہ عرب امارات کے اندر بلکہ ساری دنیا میں عام خیر مقدم کیا گیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مولانا کی شخصیت اور ان کے علمی و دینی کارناموں کو قبول عام حاصل ہے، اور وہ اس ایوارڈ کے بجا طور پر مستحق ہیں۔" شیخ بوملحہ نے حضرت مولانا کی مشہور کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس کتاب کی افادیت و اہمیت کا باعث آج دنیا کا کوئی کتب خانہ شاید ہی اس سے خالی ہو۔"

مہمان تقریب کی نمائندگی کرتے ہوئے بحرین کے ممبر پارلیمنٹ اور بیت القرآن کے بانی جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبداللطیف کانو نے اپنی طویل تقریر میں حضرت مولانا مدظلہ کو ایک یکتائے عصر مفکر اسلام اور عربی و فارسی دارد و تینوں زبانوں کا عالمی ادیب قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ "حضرت مولانا نے رابطۂ ادب اسلامی کے قیام کے ذریعہ پوری دنیا کے مسلم ادیبوں اور اہل قلم کو ایک پلیٹ فارم پر یکجا کر دیا ہے اور بلاشبہ یہ مولانا کا ایک جاوداں کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ مولانا کی عمر و صحت میں برکت کے ساتھ ان کے نفع عام کو تادیر سلامت رکھے۔"

اس موقع پر حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے نسبتاً مختصر مگر نہایت جامع خطاب میں نہایت تواضع اور فرط انکسار سے اس ایوارڈ کو محض عطیۂ الٰہی قرار دیا۔ اور جب انھوں نے قرون اولیٰ کی مثالی شان استغنا کے ساتھ فرمایا کہ:

"میں آج اس پورے مجمع کو گواہ بنا کر ایوارڈ میں ملنے والی پوری رقم (ایک ملین درہم) کو ہندوستان اور بیرون ہند میں دینی تعلیم کو فروغ اور اسلامی تبلیغات کی نشر و اشاعت کے لیے وقف کرتا ہوں۔"

تو دبئی جیسے مادیت میں غرق ملک میں اس غیر معمولی استغنا و زہد کو دیکھ کر پورا ہال تحسین و آفرین کی صدا اور تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھا

اسی تقریر میں حضرت مولانا مدظلہ (متعنا اللہ بطول بقائہ) نے اپنے معروف دعوتی انداز میں پوری قوت و حزم کے ساتھ عربوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اتباع کرنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ "یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کو یاد دلاؤں کہ اسلام ہی آپ کی پوری زندگی کا سرچشمہ ہونا چاہیئے۔" اس سیاق میں جب حضرت مولانا نے اقبال کا یہ شعر پڑھکر کہ

نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا
محمد عربی سے ہے عالم عربی

اس کی تشریح عربی زبان میں کی تو پورے مجمع پر ایک نورانی چادر سی پھیل گئی۔

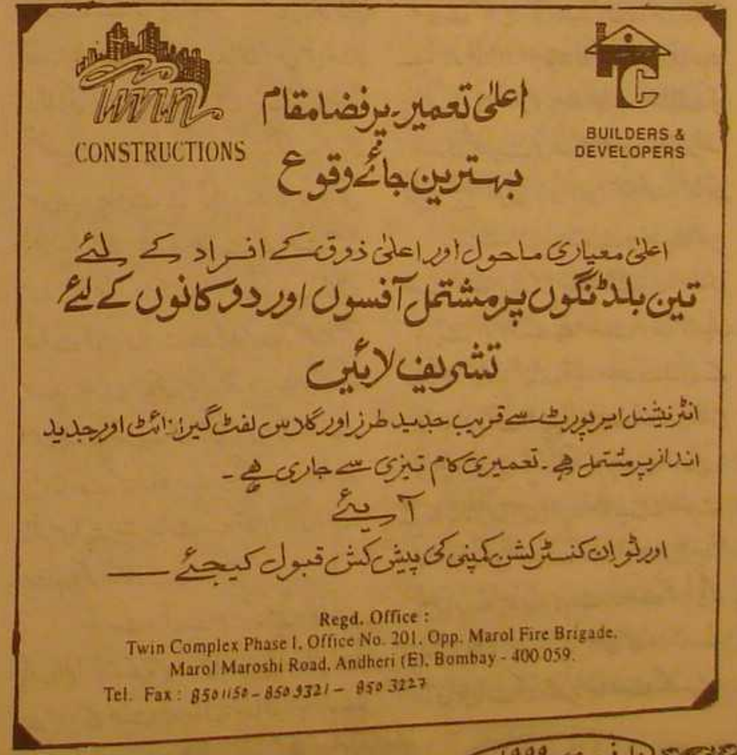

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:۔ سعودیہ سے خبر ملی ہے کہ وہاں کے علماء پلاسٹک (چند اشیاء کی ملاوٹ سے بنی ہوئی شئی) کی جانماز پر نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں یہاں انڈیا میں آجکل مسجدوں میں پلاسٹک کی جانمازوں کا رواج چل پڑا ہے۔ اس لیے اس بارے میں شرعی حکم سے آگاہ کیا جائے؟

ج:۔ اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیوں کہ فیکٹری میں پکنے اور صاف ہونے کی وجہ سے اس کی ہیئت بدل گئی ہے۔

س:۔ خطبہ کی اذان کا جواب دینا چاہیئے یا نہیں؟

ج:۔ خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے نہیں دینا چاہیئے۔ صرف دل میں جواب دے لے۔

س:۔ سیکورٹی کا روپیہ شروع نوکری میں جمع کرنا پڑتا ہے بعد میں انٹرسٹ ملتا ہے اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ جتنی رقم اپنی جمع کی ہے وہ لے اس کا حق ہے اسے جس مصرف میں چاہے صرف کرے، زائد رقم لیکر صرف فقراء اور مساکین کو دے سکتے ہیں، اپنے مصرف میں خرچ نہیں کر سکتے ہیں۔

س:۔ شادیوں میں لوگ گیارہ روپئے، اکیس روپئے، یا اکیاون روپئے یا ایک سو ایک روپئے دیتے ہیں شریعت کی نگاہ میں اس کا کیا حکم ہے؟

ج:۔ اس طرح طاق عدد روپیہ دے سکتے ہیں لازم و ضروری نہ سمجھے، یا رسم کی ادائیگی مقصود نہ ہو۔ باقی ص ۲۴

(بقیہ)

انسانی تجربہ اور قرآن

یکسبون" (یٰسٓ - ۶۵)

آج ہم ان مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے، اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔

اور یہ لیجئے! آپ کا میٹل ڈیکٹیٹر (METAL DECTETOR) آپ ہی کا تیار کردہ ایک آلہ ہے، جس کو آپ نے اپنے ہی اختیار اور مرضی سے بنایا ہے، جس میں اپنی لیاقت، اپنی محنت اور دانائی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے، اس کو تو کسی حال میں بھی آپ کے خلاف نہ ہونا چاہیئے، آپ کی مخالفت میں اس سے چونکہ آواز تک نہ نکلنی چاہیئے، کیونکہ یہ خود آپ کی ایجاد اور آپ کی اختراع ہے، لیکن ذرا سے آن کر کے چھوڑ دیجئے اور اس کے سامنے سے خفیہ سامان لیکر گذر لیجئے، آپ کے خلاف ہنگامہ اور شور مچا دے گا۔ جب آپ کے اپنے ایجاد کردہ آلے کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ آپ کے ہاتھ پیر اور اعضاء و جوارح اگر قیامت کے دن آپ کے خلاف ہو جائیں اور آپ کے خلاف گواہی دینے لگیں تو یہ کون سی تعجب کی بات ہے؟ اور اس پر واویلا کیوں مچایئے؟

کیا یہ انسانی تجربہ عین قرآن کی حکایت کے مطابق نہیں؟

"حَتّٰى إِذَا جَآءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (حٰمٓ السجدۃ - ۲۰)

یہاں تک کہ جب وہ اس (دوزخ) کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

قنوج کے قدیم مشہور و معزز کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۳۴۳۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
ایڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

انسانی تجربہ اور قرآن

محمد عیسیٰ ندوی

انسان عالم وجود میں آنے سے پہلے کئی مراحل سے گذرتا ہے، پہلے وہ نطفہ تھا، اب منجمد خون کا ٹکڑا بنا، پھر گوشت کا ایک لوتھڑا بنا، اب لوتھڑے میں ہڈیاں تیار ہوئیں، ہڈیوں کو گوشت کا جامہ پہنایا گیا، تب جاکر عالم خفا سے عالم ظہور میں آنے کے لائق ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ"

(المؤمنون ۔ ۱۴)

پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنادیا، پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنادیا، پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنادیا، پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا، پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنادیا۔

بالکل اسی طرح عالم آب وگل میں آنکھیں کھولنے کے بعد جوان ہونے تک اسے بے شمار مراحل طے کرنا پڑتے ہیں، اب تک نادان و لاشعور بچے زبان و ناتوان مجبور محض ایک خمیر خوار تھا، اب منہ میں زبان، چلنے پھرنے کی سکت اور قدرے سوجھ بوجھ عطا ہوئی، اب تک اس کی دنیا گھر، اس کا معاشرہ والدین اور سرگرمیاں کھیل تھیں، اب اس کی دنیا لامحدود اور اس کے شناسا بے شمار، اس کی عقل اتنی پختہ کہ کائنات کی چیزوں کو اپنے تابع بنالے اور ان کو اشارے پر نچائے، دماغ اتنا اعلیٰ کہ بے پر کے ہواؤں میں پرواز کرے اور سمندروں میں تیرے، کہکشاؤں میں گشت لگائے اور ماہ و انجم میں اپنا نشیمن تلاش کرے، قوت اتنی شدید کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کردے اور زمین کو دہلادے، نگاہ اتنی دور بیں کہ ساری دنیا اس کے روبرو اور زمین کے سارے خزانے اس کے سامنے، شعور اتنا لطیف کہ ہوا کی روش اسے معلوم اور آفتاب و ماہتاب کی رفتار اس کے علم میں، حکمت اتنی بالغ کہ اپنے وجود کو بھی دوسروں کے لئے معمہ بنادے، حوصلہ اتنا بلند کہ ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوشش کرے۔

لیکن اب کیا بات ہوگئی کہ اس کی کائنات لے دے کر وہی بستر اور وہی خواب گاہ، اس کی وہ چشم دور بیں اور نگاہ عقابی کہاں چلی گئی، اس کی وہ عقل رسا کہاں چلی گئی کہ ایک معمولی بات بھی نہیں سمجھ سکتا؟ اس کا وہ عالی دماغ کہاں کھوگیا کہ اسے رات دن کی بھی خبر نہیں؟ اور ہاں! اس کی وہ فولادی قوت کہاں غائب ہوگئی کہ ایک مکھی تک بھگانے کی سکت نہیں پاتا، اپنے ہاتھ سے لقمہ اٹھاکر کھانے کی بھی قدرت نہیں رکھتا؟ کل ہی تو اس کی سبک سیری کا یہ حال تھا کہ صبا رفتار چیزوں کو مات کردیتا تھا، پھر آج یہ کیا ہوگیا کہ دو قدم چلنے بلکہ اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی؟ اس کی نفاست و نظافت کا یہ حال تھا کہ اس کی عطر بیزیوں سے در و بام بھی معطر تھا، اب اپنی ہی غلاظتوں میں لت پت پڑا ہے:۔

"وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ۔ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا"

(الحج ۔ ۵)

اور ہم جس کی عمر زیادہ کردیتے ہیں تو اس کو طبعی حالت میں الٹا کردیتے ہیں، سو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے، اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر تک پہونچا دیئے جاتے ہیں کہ ایک چیز سے باخبر ہوکر پھر بے خبر ہوجاتے ہیں۔

اس کی وہی عقل و ذہانت جس پر اسے ناز تھا آج رخصت ہورہی ہے، اس کی وہی فولادی طاقت جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری طاقتوں کو ہیچ سمجھتا تھا، آج الگ ہورہی ہے، اس کے وہی اعضا و جوارح جن سے دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی، اب جواب دے رہے ہیں، اس کی وہی چشم دور رس اور نگاہ باریک بیں جس سے نظر آنے والے ذرات کو بھی دیکھ لیا کرتا تھا، اب ایک موٹی شے کو بھی دیکھنے سے انکار کررہی ہے۔

غرض سر تا قدم اس کے سارے اعضاء و جوارح اس کے مخالف ہوگئے، اس کے وفادار اجزاء اب بے وفا ہوگئے اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا، اب ہزار کوشش کرے کہ ان اعضاء سے وہی کام لے جو اس سے پہلے لیا کرتا تھا ہرگز نہیں لے سکتا، لاکھ جتن کرے کہ ان اجزائے بدن سے وہی کارنامے اور وہی فوائد حاصل ہوں جو اس سے پیشتر حاصل ہوا کرتے تھے، کبھی نہیں ہوسکتا، اب اس کی عقل ماؤف، اس کی قوت سلب، آنکھیں نابینا، کان بہرے اور زبان گنگ ہوگئی ہے، اس کی جوانی کی ساری رعنائیاں خاک میں مل چکی ہیں اس حقیقت کے باوجود کیا اب بھی کسی کے اس آیت کریمہ میں شک کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟

"اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

(باقی صـ ۲۳ پر)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی رہائش گاہ (رائے بریلی) پر چھاپہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے "ندوے ہارم" کے سلسلہ میں جو بیان جاری فرمایا تھا اس کے ردِ عمل میں نہایت اوچھے اور بچکانے مظاہرے ہوئے ان میں سب سے شرمناک بات مولانا مدظلہ کی رہائش گاہ پر "چھاپہ" تھا جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کردیا اور ملک و بیرون ملک حتیٰ کہ امریکہ و برطانیہ تک میں اس کے خلاف جلسے اور مظاہرے ہوئے۔

بعض اداروں کی طرف سے دفتر تعمیر حیات کو کچھ احتجاجی جلسوں کی رپورٹیں وصول ہوئی تھیں۔ ان کی تلخیص ہدیۂ ناظرین ہے۔

رابطۂ ادب اسلامی کا اجتماع دہلی میں

رابطۂ ادب اسلامی ہند دہلی کی جانب سے دارالقضاء ہال اوکھلا، جامعہ نگر میں دہلی کے اہل علم اور دانشوروں کا ایک اجتماع ۳۰ر نومبر ۱۹۹۸ء منعقد ہوا، جس میں جامعہ ملیہ، دہلی یونیورسٹی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی کے اساتذہ، طلبہ اور اہل قلم شریک ہوئے۔ اس اجتماع نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کے آبائی وطن رائے بریلی میں واقع مولانا کے مکان پر چھاپہ مارے جانے اور تلاشی لیے جانے کے دلآزار واقعے پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ شرکائے اجتماع کا خیال تھا کہ وندے ماترم اور سرسوتی وندنا کے بارے میں مولانا مدظلہ کا بیان بالکل حق بجانب تھا۔ اور اسلامی عقیدے اور مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی بھی، جسے حکومت اتر پردیش برداشت نہ کرسکی اور اسی کے ایماء پر عالم اسلام کی سب سے محبوب مؤقر اور محترم شخصیت کے مکان پر چھاپہ مارکر تمام مسلمانوں کا دل دکھانے اور ان کو ڈرانے دھمکانے کی مذموم کوشش کی گئی۔

اہم شرکاء جنھوں نے اس اجتماع میں حصہ لیا یہ تھے جناب پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی صدر رابطۂ ادب اسلامی، پروفیسر سید ضیاء الحسن ندوی (صدر شعبۂ عربی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی) پروفیسر اختر الواسع (صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ملیہ)، پروفیسر بدرالدین حافظ (سابق صدر شعبۂ عربی بنارس ہندو یونیورسٹی)، ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی (ریڈر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی) ڈاکٹر ولی اختر (لیکچرر دہلی یونیورسٹی) ڈاکٹر واجد الدین علوی (لیکچرر شعبۂ اردو جامعہ) ڈاکٹر نور الاسلام صدیقی لیکچرر شعبۂ فارسی جامعہ)، ڈاکٹر خالد حامدی (ریڈر شعبۂ عربی جامعہ)، پروفیسر شفیق احمد ندوی (شعبۂ عربی جامعہ ملیہ)، مفتی محمد کامل (دارالقضا، جنوبی دہلی) اور پروفیسر عبدالحلیم ندوی (سابق صدر شعبۂ عربی سی۔ آئی۔ ای۔ ایف۔ ایل حیدرآباد و پروفیسر جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی)

ہمارے دل زخمی ہوگئے:

۲۹ر نومبر ۱۹۹۸ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کے آبائی مکان پر پولیس چھاپہ کے خلاف ایک احتجاجی جلسہ زیر صدارت مولانا اعجاز احمد قاسمی بمقام آستانہ حضرت شیخ الہندؒ (مکان حضرت مولانا عثمان صاحبؒ) پر منعقد ہوا۔

شرکائے جلسہ نے کہا کہ عالم اسلام کی عظیم شخصیت مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ و ناظم ندوۃ العلماء، و پیام انسانیت کے فروغ رساں کے آبائی مکان رائے بریلی میں رات کی تاریکی میں پولیس کا چھاپہ مارنا انتہائی افسوسناک ہے۔

حضرت مولانا موصوف رشد و ہدایت علم و فضل اور حب الوطنی کے باعث عوام و خواص میں انتہائی مقبول شخصیت ہیں۔ اور وہ ایک بین الاقوامی شخصیت کے مالک ہیں اس لیے وہ ہندوستان کی سیکولر حکومت کیلئے ایک قابل فخر ہستی ہیں۔ ان کے مکان پر پولیس کے اس چھاپہ سے ہمارے دل زخمی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اقلیتی فرقہ کو ہراساں کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔

وندے ماترم کے بارے میں مولانا علی میاں کا حقیقت پسندانہ بیان

"وندے ماترم" کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ و ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا جو بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ نہایت اہم، بروقت، برمحل اور حقیقت پسندانہ ہے ایک ایسے وقت میں جبکہ ہندوستان کی ملت اسلامیہ ضعف و اضمحلال اور پست ہمتی سے دوچار تھی، مولانا ندوی کے اس بیان نے پوری ملت میں عالی حوصلگی و بلند ہمتی اور دینی جوش و ایمانی ولولہ کی ایک نئی روح پھونک دی۔ مختلف اہل فکر و اصحاب بصیرت اور مختلف علماء و مشائخ اور سیاسی، سماجی قائدین و نمائندین کی طرف سے جو بیانات شائع ہو رہے ہیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا ندوی کے اس بیان سے عوام و خواص دونوں طبقوں کے مسلمانوں کو اعتماد اور حوصلہ ملا ہے اور اندازہ ہوا کہ ملت میں ابھی ایمانی حرارت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سایہ کو تادیر قائم رکھے۔ اور مولانا کی باوقار ملی شخصیت اور حکیمانہ و مدبرانہ رہبری و رہنمائی سے قوم و ملک اور مسلمانان عالم کو برابر فیض پہنچتا رہے

رائے بریلی میں حضرت مولانا کے مکان پر شرپسند عناصر نے جو کچھ کیا اس کے پیچھے جن لوگوں کا ذہن کارفرما رہا اور ان کا جو بھی مقصد رہا ہو اس سے مولانا جس کرب سے دوچار ہوئے ہوں گے اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حالات ان کے درجات کی بلندی کے لیے ہیں اور یہ بلندی انہیں حاصل ہوتی۔ ایک عرصہ ہوا۔ ایک ہفت روزہ میں مولانا ندوی کا یہ ارشاد گرامی پڑھا تھا کہ "مخالفت کو منی آرڈر کی واپسی رسید سمجھو یعنی تم جو پیغام پہنچانا چاہتے تھے وہ پہنچ چکا

مولانا کے اس ارشاد کی معنویت اور حقیقت موجودہ حالات کے تناظر میں ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے، بارگاہ الٰہی سے جن کو انداز خسروانہ ملتا ہے۔ وہ ہوا کی تیزی کے باوجود اپنا چراغ جلائے رکھتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا محمد رضوان القاسمی (دارالعلوم سبیل السلام) نے کیا مولانا محمد رضوان القاسمی نے کہا کہ حضرت مولانا مدظلہ کی متعدد عربی کتابیں عالم عرب کی اہم یونیورسٹیوں (بشمول ازہر یونیورسٹی) میں داخل ہیں۔ مولانا کی اہم کتابوں کا انگریزی اور ہندی کے علاوہ مختلف عالمی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے

افسوس کہ ہمارے ملک کی پولیس نے مولانا کے گھر پر چھاپہ مار کر اس عظیم شخصیت کی توہین کی اور اس کی قدر و عظمت کو پہچانا نہیں، جو بلاشبہ ایک افسوسناک عمل اور عظیم المیہ ہے۔

دعائے مغفرت

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا ۸۶ سال کی عمر میں اچانک علالت کے سبب انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ ایک بڑے عالم دین و مربی کی اہلیہ تھیں اس لیے ان کی زندگی نہایت زہد و عبادت اور خوش خلقی کے ساتھ گزری جو دوسری ماں بہنوں کے لیے بڑا سبق رکھتی ہے، قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

● دارالعلوم ندوۃ العلماء کے خصوصی معاون اور تعلق رکھنے والے جناب حاجی ابراہیم صاحب کے فرزند ایکسیڈنٹ حادثہ میں مع اپنے دو رفیقوں کے شہید ہو گئے۔ ان دیگر دو شہیدوں کے سرپرستوں کا بھی ندوہ سے خصوصی تعلق تھا۔ ادارہ تعمیر حیات ان سب حضرات کے پسماندگان کی تعزیت کرتا ہے۔ اور قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

دار العلوم ديوبند

مَدْرَسَةٌ فِكْرِيَّةٌ تَوْجِيهِيَّةٌ، حَرَكَةٌ جِهَادِيَّةٌ دَعَوِيَّةٌ،
مُؤَسَّسَةٌ تَعْلِيمِيَّةٌ تَرْبَوِيَّةٌ

لمؤلفه

محمد عبيد الله الأسعدي

قدّم له:

سماحة الداعية الإمام أبوالحسن علي الحسني النَّدْوِي
فضيلة العلامة المحدث القاضي محمد تقي العثماني
فضيلة المحدث الفقيه المفتي سعيد أحمد البالن بوري

ان شاء الله جلد منظر عام پر

ایک شب کوہ طور کے دامن میں

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

(قسط پانچویں اور آخری)

کوہ طور کی چوٹی پر

تھوڑی دیر قہوہ خانہ کے پاس بیٹھے چائے پیتے رہے اور جبل موسیٰ کے اردگرد پہاڑوں کا جائزہ لیتے رہے، پہاڑوں پر ہلکی سی کہر اب بھی تھی، سرد ہوائیں تیز چل رہی تھیں، ہر چند کہ دھوپ کی تمازت بھی بڑھ رہی تھی لیکن فضا کی خنکی اس پر غالب تھی، پہاڑوں کا رنگ تقریباً بکساں کمہار کے آنوے کی مانند تھا۔ ہر ایک کی چوٹیاں نوکیلی اور بلند تھیں، جبل موسیٰ کے ارد گرد تقریباً اٹھارہ پہاڑیاں ہیں۔ ان سب میں بلند جبل موسیٰ ہے جس پر تجلی ربانی کا ظہور ہوا، اس کی چوٹی ابھی قدرے اوپر تھی، ایک فرلانگ کی مسافت پر وہ مسجد نظر آ رہی تھی جو فاطمی دور میں اس کی چوٹی پر تعمیر کی گئی تھی، اس کے بائیں طرف بلند حصہ پر ایک چھوٹا سا گرجا گھر بھی کسی وقت تعمیر کیا گیا ہے، اس کی بھی ہلکی سی پرچھائی دور سے نظر آ رہی تھی۔ چائے کی چسکی لیتے ہوئے ایک دفعہ اور ہمت کی اور چند قدم آگے بڑھ کر بیٹھ گئے، رفیق سفر مولوی عزیر ندوی صاحب جو آگے بڑھ چکے تھے۔ انھوں نے کافی ہمت دلائی میرے سامنے بھی سفر کا ماحصل تھا۔ وہ جگہ قریب تھی جس کی دید کے لئے دل و نگاہ میں ایک اضطراب برپا تھا، عزم و ارادہ کے ساتھ اٹھا، شوق دید نے مہمیز کا کام کیا، اور اٹھتے بیٹھتے آہستہ آہستہ چوٹی تک پہونچ گئے، جبل موسیٰ کی بلندی سب پہاڑوں پر غالب تھی، وہاں پہونچنے پر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کئی ہزار سال کی مسافت ہم نے طے کر لی ہے، ٹھنڈی ہوا اور ڈھلی ہوئی دھوپ میں چوٹی پر بیٹھ کر اردگرد کی پہاڑیوں پر ایک نظر ڈالی وہاں ایک اطالوی نژاد پادری بین ممالک میں سے کسی ملک کا ایک سیاح پہلے سے موجود تھا۔ وہ انگلش سمجھتا تھا، اس نے بعض تصویر اتارنے میں ہماری مدد کی۔ اس کے بعد وہ ہم سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گیا۔

غار طور

جس طرح جبل نور جو مکہ مکرمہ میں ہے اس کی چوٹی کے کنارے نشیب میں ایک غار ہے جسے غار حرا کہا جاتا ہے جس میں سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور خلوت گاہ نبوی (علی صاحبہ الصلاۃ والسلام) ہونے کا اسے شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح جبل موسیٰ کی چوٹی پر بھی ایک غار ہے۔ جس میں ایک آدھ بآسانی خلوت گزیں رہ سکتا ہے۔ اس کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہے۔

۔۔ بر غار مسجد فاطمی کے دیوار قبلی کے بائیں کونے پر ہے، اور اسی غار سے متصل وہ جگہ بھی بتائی جاتی ہے جہاں تجلی کے ظہور کے وقت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے آپ کے گرنے کے نشان بھی وہاں بتائے جاتے ہیں۔ غار کی صحیح ناپ کا علم نہیں قرآن پاک یا احادیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ بعد میں چوٹی پر یہ غار بنا دیا گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ غار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خلوت گزینی کا امین ہو، اس لئے کہ چالیس روز آپ نے اس پہاڑ کی چوٹی پر اللہ کے حکم سے گذارے ہیں جس کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے:

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً

اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور دس سے اس کی تکمیل کی تو آپ کے رب کی جانب سے مقررہ میعاد چالیس راتیں پوری ہو گئیں۔

ایسی صورت میں بداہۃً یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی جگہ اس پہاڑ کی چوٹی پر سر چھپانے کے لئے ضرور ہوگی، وہ غار چوٹی کے اندر ہے، اس کا ایک حصہ کھلا ہوا ہے آخری حصہ دالان نما مسقف ہے، اس مسقف حصہ میں ایک طویل القامت شخص آرام سے لیٹ سکتا ہے۔

غار میں اترنے کے لئے اب زینے بنا دیے گئے ہیں جس سے بآسانی غار کے اندر اترا جا سکتا ہے اس کا رخ قبلہ کی طرف ہونے کی وجہ سے نماز بھی پڑھ سکتے ہیں مسلمان برکت سمجھتے ہوئے دو رکعت نماز اس غار میں پڑھتے ہیں اس غار سے ہو کر ہم مسجد کے صحن کی چہار دیواری پر آ کر بیٹھ گئے، مسجد کے صحن میں تحیۃ المسجد ادا کی صحن چھوٹا سا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں پڑی ہوئی ہیں، مسجد کا دروازہ بند تھا اندر جانا ممکن نہ ہوا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نماز کا باقاعدہ وہاں نظم نہیں ہے آنے والے سیاح بھی عام طور پر عیسائی یا یہودی ہوتے ہیں اس لئے چرچ کی عمارت شاندار بنی ہوئی ہے اور ہر اتوار کو اس میں باقاعدہ سیٹ کتھرائن کے

(باقی ۱۱ پر)

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب:۔ ندوۃ العلماء کا پیام
از: مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ
صفحات: ۳۲ ۔ قیمت ۵/- روپئے
ملنے کا پتہ: مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

زیر نظر کتابچہ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کے ان خطبوں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں مختلف موقعوں پر پڑھے تھے۔ مولانا کو دور حاضر کی عظیم اصلاحی اور تعلیمی تحریک، تحریک ندوۃ العلماء اور اس کی فکر اور اس کی اہمیت اور بروقت وجود میں آنے کو کتنا ضروری سمجھتے تھے اور اس کی افادیت اور اس کے کارناموں کے کتنے قائل بلکہ داعی تھے۔ ان خطبوں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ ان خطبوں میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے مولانا مرحوم کی عقیدت و محبت کا اظہار بھی ہے اور زبان و ادب کی لطافت اور بیان و خطابت کی شگفتگی بھی دارالعلوم کا تعارف بھی ہے۔ اور جدید و قدیم ندوی برادری کے نام ایک نام کے ندوی (اعزاز ندوی) کا پیام بھی ندوۃ العلماء کے تعارف میں ندوی برادری کے علاوہ علماء اور خواص اہل قلم کے لیے ان خطبوں کا مطالعہ کرنا بہت مفید ہوگا۔

نام کتاب: رئیس المعالجات ہومیوپیتھی
مصنف: ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی
سائز ۱۸×۲۲/۸، صفحات: ۶۲۰/-، قیمت: ۱۲۵/- روپئے
ملنے کا پتہ: ڈاکٹر رئیس احمد اعظمی قاسمیہ لائبریری مبارک پور، اعظم گڑھ، ۲۷۶۴۰۴ (یوپی)

فن طب جسم کی تندرستی اور صحت کا ذریعہ ہے جسمانی امراض کے علاج کیلئے ایلوپیتھک، آیورویدک اور یونانی دواؤں کے علاوہ ہومیوپیتھک دوائیں بھی بہت مفید اور اچھا رول ادا کرتی ہیں۔ اور لوگوں کے لیے اس سے علاج کرانا سستا اور آسان بھی ہوتا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں ہومیوپیتھی کا تعارف، مریض کی علامات دوا کا انتخاب، دوا کی مقدار خوراک، دوا کا فعل، اور ڈاکٹر کا مشاہدہ، دوا کا دہرانا اور تبدیل کرنا۔ کرانک میازم، سورا، سفلس، سائیکوسس اور ان کا تقابلی چارٹ، خارجی علاج، غذا اور پرہیز وغیرہ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے

اس کتاب میں کچھ ایسے عنوانات بھی شامل کئے گئے ہیں جن کا ذکر عام کتابوں میں نہیں ملتا جیسے آپریشن کے بعد کی تکلیفات، اکسیر صفت ادویات، الرجی، ایڈی نائیڈ، بچوں کا پولیو، بڑھاپے کی چند خاص بیماریاں، تمباکو کے برے اثرات، جانوروں پر تفصیلی علاج، سفید داغ، چھائیاں، کیل، گوکھرو جیسے جلدی امراض، جماع کی خرابیاں نیز مخصوص امراض مردانہ و زنانہ، حفظ ماتقدم، خواہش اور نفرت پر اچھوتا انداز تقابل، دل کی بیماریوں کا مفصل علاج، زہروں کے تریاق کے تحت ایلوپیتھک ادویات کا فائدہ، سفری بیماریاں، شراب کی عادت، شفا کی تکمیل، علالت یاد وطن، کلیجہ بیٹھنے کا احساس، کینسر، گردے کی بیماریاں، گفتگو، لبلبہ کی بیماریاں، منی (مادۂ تولید) کی خرابیاں، نقشہ تعلقات ادویات، کتاب میں درج ادویات کے اردو اور انگریزی نام، نوسوڈ ادویات اور یکایک پیدا ہونے والے امراض اس کتاب کے معروف عناوین ہیں۔ اسی کے ساتھ تمام امراض کے اردو اور انگریزی نام نیز بہت ہی کارآمد فہرست امراض (اردو انگریزی کے ساتھ) شامل کر کے ڈاکٹر رئیس احمد صاحب نے دوا کے انتخاب کو نہایت ہی آسان بنا دیا ہے۔

یہ کتاب ہومیوپیتھک علاج کے تقریباً سات ہزار نسخوں پر مشتمل سہل اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جامع کتاب ہے، اس کتاب کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ ایک مرض کی کئی دوائیں ہوا کرتی ہیں مگر اس کتاب میں ہر نمایاں علامت پر صرف ایک ہی دوا کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ اور مدد سے ایک معمولی اردو پڑھا لکھا شخص بھی دوا کا انتخاب کر کے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

یہ کتاب ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کیلئے خصوصاً اور اردو داں طبقہ کیلئے عموماً ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

دعائے مغفرت

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مخلص بہی خواہ پٹن گجرات کے ملی سرگرم رکن جناب محمد اقبال انگریز ۳۰ شوال ۱۴۱۹ھ کو رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

شہر جالنہ مہاراشٹر کی تعلیمی سرگرمیاں مشاہدات و تاثرات

● محمد خالد ندوی غازی پوری

مہاراشٹر کے مشہور صنعتی اور تاریخی شہر اورنگ آباد کے قریب جالنہ شہر واقع ہے۔ جالنہ جہاں مسلم آبادی ہر چند کہ قلیل ہے لیکن مجموعی طور پر قابل ذکر ہے۔ کئی ادارے وہاں سرگرم عمل ہیں اور کئی ذیلی مسلم تنظیموں کا وہ مرکز بھی ہے۔

گذشتہ مہینے جالنہ کے مشہور تعلیمی ادارہ مدرسہ فیض العلوم میں حاضری ہوئی شہر کے ایک مشہور ہال میں اس کا سالانہ اجلاس ہوا، جس کی صدارت دارالعلوم کاشف العلوم اورنگ آباد کے مہتمم مولانا ریاض الدین ندوی صاحب نے فرمائی۔ مہمان خصوصی مولانا عبدالمجیب صاحب صدر مدرس مدرسہ کاشف العلوم جناب مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی استاد ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور راقم سطور تھے، اس موقع پر مدرسہ کے طلباء نے بڑے اچھے پروگرام پیش کئے اردو، عربی اور انگلش نیز مراٹھی میں تقریریں کیں۔ مدرسہ فیض العلوم اپنے محدود وسائل کے باوجود روز افزوں ترقی پر ہے۔ انتظامیہ خصوصاً جناب عبدالمجید صاحب صدر مدرسہ فیض العلوم اس سلسلے میں بہت فکر مند ہیں۔ اس وقت مدرسہ میں ثانویہ خامسہ تک کی تعلیم ہوتی ہے درجہ حفظ بھی قائم ہے، پرائمری کے درجات بھی موجود ہیں۔ مولانا سید نصر اللہ حسینی صاحب ندوی اس ادارہ کے صدر مدرس ہیں، جناب عبدالمجید صاحب جو پیشہ کے اعتبار سے وکیل ہیں، لیکن دین اور علماء دین سے والہانہ تعلق خصوصاً دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں اس کے منہج و فکر کے سرگرم داعی ہیں۔ اپنے مخلص ترین رفقاء کے ساتھ رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ میٹرنٹی ہوم کی تعمیر بھی ان کی کوششوں کا ثمرہ ہے وکیل صاحب اور ان کے رفقاء کی توجہ سے انشاء اللہ یہ ادارہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ملحقہ مدارس میں ایک امتیازی مقام کا حامل ہوگا۔ جلسہ میں حاضرین کی تعداد اچھی تھی۔ رات کے ایک بجے جناب مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی اور راقم سطور کے خطاب و دعا پر جلسہ اختتام پر پہونچا۔ جناب وکیل عبدالمجید صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

مدرسہ سیدہ فاطمہ زہراء میں حاضری

جالنہ میں بچیوں کی تعلیم اسلامی نہج پر جاری رکھنے کی اشد ضرورت کے پیش نظر ایک سال پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے ایماء پر جناب عبداللہ صاحب نے یہ ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کیلئے انھوں نے ایک گھر کرایہ پر لے رکھا ہے، تقریباً پچاس بچیاں زیر تعلیم ہیں تدریس کے لیے ایک کہنہ مشق ماہر استانی کی خدمات حاصل ہیں۔ اس مدرسہ میں جناب مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی اور مدرسہ فیض العلوم جالنہ کے اراکین کے ہمراہ حاضری ہوئی۔ مدرسہ کی طالبات نے مختصر اپنا پروگرام پیش کیا۔ چند مہینوں میں اس ادارہ کی تعلیمی خدمات قابل تحسین ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ یہ ادارہ ترقی فرمائے اور مستقبل میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین مرکز ثابت ہو۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
حرمین
اردو کاپی
ملنے کا پتہ:
مکتبہ الحرمین مسجد مرکز والی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

پتھروں کی دنیا میں ایک مشہور اور معتبر نام
ایشین ماربلس
ہمارے یہاں گرینائٹ، کوٹا اسٹون، دھول پور چپس کے علاوہ ہر قسم کے ماربل ریٹیل اور ہول سیل میں مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
پروپرائٹر: کلیم اللہ اعظمی، محمد ارشد اعظمی
ایشین ماربلس۔ رنگ روڈ۔ کراسنگ خرم نگر لکھنؤ۔
فون نمبر 338055

(بقیہ) درس حدیث

حدیث کی تخریج نسائی اور بغوی نے بھی کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ "جب وہ شخص واپس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آدمی اچھی طرح سمجھ گیا۔

مصنف کتاب مولانا عبد الفتاح ابوغدہ فرماتے ہیں یہ سوال کرنے والا شخص کیا خوب عقلمند تھا کیسے بہترین انداز میں داخل ہوا اور اپنے سوالات سے قبل کیسی تمہید قائم کی اور اپنے سوال کے جواب کے لئے قسم دلائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلّمہ صداقت کا پورا اعتماد حاصل کیا، پھر جب اپنے سوالات کر چکا اور جوابات مل گئے تو اپنے اسلام کا اعلان کر دیا، یہ شخص اپنی قوم کا نمائندہ تھا ان لوگوں نے اس کو بھیجا تھا، اور وہ اس کے تابع تھے، ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوۂ نبوت کی سچائی کو جاننا چاہا تھا کہ حقیقت سے واقف ہو کر ایمان لائیں، ان لوگوں کو اس شخص کی فہم و فراست پر پورا اعتماد تھا اس لئے اس کو بھیجا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل نے ان لوگوں کو اور اس شخص کو توفیق دی اسی لئے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا، کسی قوم نے نمائندہ ضمام بن ثعلبہ سے بہتر نہیں پایا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے، ضمام بن ثعلبہ سے بڑھ کر بہتر اور مختصر سوال کرنے والا نہیں دیکھا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ "حالت سفر میں ایک اعرابی (دیہاتی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی، پھر کہا اے محمدؐ مجھ کو وہ بات بتاؤ جو مجھ کو جنت سے قریب کرے اور جہنم سے دور کرے، راوی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رک گئے اور اس کے اچھے سوال پر (تعجب کے انداز میں) صحابہ کرام کی طرف دیکھا پھر آپؐ نے فرمایا بلاشبہ اس کو اللہ نے توفیق دی یا صحیح رہنمائی نصیب فرمائی (راوی کو شک ہوا کہ وُفِّقَ کا لفظ فرمایا یا هُدِیَ کا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز کی پابندی کرو، زکاۃ ادا کرو، رشتوں کو جوڑو، بس اب اونٹنی چھوڑ دو۔

چھوڑنے کا لفظ آپ نے اس لئے فرمایا کہ وہ شخص اطمینانِ قلب کے لئے برابر نکیل پکڑے رہا کہ آپ آگے بڑھ جائیں اور وہ اطمینان سے سوال نہ کر سکے، حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی تواضع کا پتہ چلتا ہے کہ بے وقت راہ چلتے روک کر سوال کرنے کے باوجود سوال کرنے والے کے ساتھ نہایت شفقت کا معاملہ فرمایا اور اس کے سوال کا جواب دیا۔

معجم کبیر میں ابن سکن اور طبرانی نے "المعجم الکبیر" میں اور ابو مسلم الکجّی نے "سنن" میں نعیم بن عبد اللہ نشکری سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا ہے کہ میں کوفہ گیا مسجد میں داخل ہوا تو قیس قبیلہ کا ایک شخص ملا جس کو ابن المنتفق کہا جاتا تھا، اس نے بیان کیا کہ مجھ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ذکر کیا گیا تو میں نے آپ کو تلاش کیا عرفات میں آپ سے ملاقات ہوئی، میں آپ کے پاس پہونچنے کے لئے لوگوں میں گھسنا شروع کیا لوگوں نے روکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو روکو نہیں اس کو کوئی ضرورت ہے، فرماتے ہیں کہ میں مجمع میں گھستا ہوا آپ تک پہونچ گیا اور آپ کی سواری کی نکیل پکڑ لی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر غصہ نہیں ہوئے، صحابہ کرام ہی ناراض ہوئے۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا دو باتیں ہیں ان کے بارے میں آپ سے سوال کروں گا۔ کون سی چیز مجھ کو جہنم سے بچائے گی؟ اور کون سی چیز مجھ کو جنت میں داخل کرے گی، وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے آسمان کی طرف دیکھا پھر روئے مبارک میری طرف کیا اور فرمایا اگرچہ تم نے بہت مختصر سوال کیا ہے لیکن ــ بڑی اہم اور طویل بات پوچھی ہے لہٰذا جو کچھ کہوں اس کو اچھی طرح سمجھو۔

صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک مت ٹھہراؤ، فرض نمازیں اچھی طرح ادا کرو، فرض زکاۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔"

امام مسلم ابوداؤد اور ترمذی نے "شمائل" میں روایت کیا ہے الفاظ مسلم کے ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ایک عورت جو کچھ کم عقل سی تھی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اللہ کے رسول مجھے آپؐ سے کچھ کام ہے، آپؐ نے فرمایا: اے اُم فلاں دیکھو جس راستہ میں چاہو مجھ سے مل کر سوال کر لو میں تمہاری بات سنوں گا چنانچہ آپ اس کے ساتھ ایک راستہ میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنی پوری بات کہی۔" ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ "وہ عورت بیٹھی آپؐ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس نے اپنی بات کہہ لی۔"

قرآنِ کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ، دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں انکو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے وُضو ہی سے محفوظ رکھیں۔

دار العلوم ندوۃ العلماء کی ایک اہم ضرورت

تکمیل کے لئے اہلِ خیر حضرات کی توجہ درکار

دار العلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جب کہ رہائش کی تنگی کے سبب بہت سے طلباء کو واپس کرنا پڑتا ہے، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید اقامت گاہوں کی ضرورت تو ہے ہی بڑھتے ہوئے عملہ کے لئے اولین فرصت میں کوارٹر بنوانے کی شدید و فوری ضرورت ہے جس کے لئے زمین حاصل کر لی گئی ہے لیکن تعمیر رکی ہوئی ہے۔ جو اہل خیر حضرات کی توجہ کی منتظر ہے خاص طور سے مہد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جس کا قیام دار العلوم میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے، اقامت گاہ اور اسٹاف کوارٹرس کی شدید ضرورت ہے۔

لہٰذا اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے بھائیوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا ہے ہماری پرزور اپیل ہے کہ اس کام میں دل کھول کر حصہ لیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر بے حد و حساب ہے جس کو قرآن مجید میں یوں ادا کیا گیا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے (مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اہل خیر حضرات دل کھول کر حصہ لیں گے۔

(مولانا) معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی
مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نوٹ:- چک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔ چک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھئے:

ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ یوپی۔

NAZIM. NADWATUL ULAMA. LUCKNOW. U.P.